غائبانہ نماز جنازہ

افاداتؒ و افاضاتؒ

اعلیٰ حضرتؒ امام احمد رضا خانؒ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

علامہؒ عبد الحکیم خانؒ مجددی مظہری شاہجہانپوری لاہور

ناشر

مرکزی مجلسؒ امام اعظم (رجسٹرڈ) لاہور چھاؤنی پوسٹ کوڈ ۵۴۸۱۰

غائبانہ نماز جنازہ

افادات و افاضات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

علامہ عبد الحکیم خاں مجددی مظہری شاہجہانپوری لاہور

ناشر

مرکزی مجلسِ امامِ اعظم (رجسٹرڈ) لاہور چھاؤنی

پوسٹ کوڈ ۵۴۸۱۰

سلسلہ اشاعت نمبر ۶۰

بانی و سرپرست

علامہ عبدالحکیم خان اختر شاہجہان پوری مظہری

نام کتاب	———— غائبانہ نماز جنازہ
مصنف	———— علامہ عبدالحکیم خاں اختر مظہری
ناشر	———— مرکزی مجلس امام اعظم لاہور پاکستان
ضخامت	———— ۴۸ صفحات
تعداد	———— ایک ہزار
سن اشاعت	———— ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۳ء
مطبع	————
قیمت	———— دعائے خیر بحق اراکین و معاونین

نوٹ:۔ بیرون جات کے شائقین علم ۔/۴ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت طلب کریں

———— ملنے کا پتہ ————

مرکزی مجلس امام اعظم (رجسٹرڈ)

پرویز الیکٹرک سٹور، کوڑے چوک، والٹن روڈ، لاہور چھاؤنی۔ پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۸۱۰

یاسیدی احمد رضا

کعبۂ اجسام کی جانب بڑھایا آپ نے
قبلۂ ایمان کا شیدا بنایا آپ نے

زندہ باد اے سیّدی احمد رضا خاں زندہ باد
جامِ حُبِّ مصطفیٰ بھر بھر پلایا آپ نے

ہونٹ گستاخانِ مصطفوی کے سِل کر رہ گئے
جب دلائل سے مقام اُن کا بتایا آپ نے

کون عبدالمصطفیٰ ہے دیو کا بندہ ہے کون
فیصلہ میدان میں یہ کر دکھایا آپ نے

رحمتِ عالم سے باندھا تھا جو پیمانِ وفا
جان و دل سے زندگی بھر وہ نبھایا آپ نے

دین و ایمان و یقین کی جان ہے عشقِ رسول
سُنیّوں کو یہ سبق ازبر کرایا آپ نے

عشقِ مصطفوی سے سینوں کو منّور کر دیا
اہلِ سنّت کے دلوں کو جگمگایا آپ نے

"عاصیو! آؤ مرے آقا کے در پر پڑ رہو"
مرنے جینے کا سلیقہ یوں سکھایا آپ نے

گونجتا ہے کُل جہاں میں نغمۂ "لاکھوں سلام"
جو بوقتِ دید آقا کو سنایا آپ نے

کر کے روشن مُبرہن سرمایۂ دینِ حنیف
مذہبِ احناف کا سکّہ جمایا آپ نے

سارے اُردو ترجموں میں کنزِایماں لاجواب
ترجمہ قرآن کا وہ کر دکھایا آپ نے

ہے فقاہت کو فتاویٰ رضویہ پر فخر و ناز
زور وہ علمِ لدنّی کا لگایا آپ نے

منہ کے بل اَوندھے گرے برطانوی لات و منات
جب کھری توحید کا نغمہ سُنایا آپ نے

تھرتھرا کر نجدیت کے گر پڑے سارے ستون
نعرۂ تکبیر جب اُن میں لگایا آپ نے

گھیر لیتے ہر روش کو نجدیت کے زاغ و بوم
گلشنِ اسلام کو اُن سے بچایا آپ نے

جبکہ ندوہ کی پکی کھچڑی زمینِ ہند میں
صفحۂ ہستی سے اُس کو بھی مِٹایا آپ نے

رہزنوں نے جبکہ پہنا رہنماؤں کا لباس
اُن کے چہروں سے نقابوں کو ہٹایا آپ نے

قالبِ اسلام میں گر ہو یہودیت کی روح
نجدیت یہ چیز ہے، پردہ اُٹھایا آپ نے

دعویٔ توحید کے پردے میں توہینِ رسول
اُن کی اِس تلبیس کا چرخہ جلایا آپ نے

جبکہ بندے ماترم کہتے تھے کچھ نجدی شیوخ
اُن کی تردیدات کا پرچم اُٹھایا آپ نے

چھوڑ کر میدان بھاگے گاندھوی مرحب تمام
فاتحِ خیبر کا جب جلوہ دکھایا آپ نے

اے مجدِدِ! اے محیّ الدّین ثانی مرحبا!
سومناتِ گاندھویت بھی گرایا آپ نے

عاشقِ شمعِ رسالت، اہلِ سنّت کے امام!
قلبِ اخترؔ حبِّ نبوی سے بسایا آپ نے

اخترؔ شاہجہان پوری مظہری
عفی عنہ
داتا کی نگری (لاہور)

جامِ سفال ہوں

اِس زاویہ سے دیکھئے تو باکمال ہوں
میدانِ معصیت میں آپ اپنی مثال ہوں

پوچھا ہے یہ احقر سے بتا اپنے کمالات
بالکل ہی بے کمال میں اے خوش خصال ہوں

میں عالم دفقیہ نہیں ہوں، نہ پیشوا
جس کی نہ ہو تعبیر وہ خواب و خیال ہوں

ناچیز اور حقیر مری مشتِ خاک ہے
میں جامِ شاہِ جم نہیں جامِ سفال ہوں

ہوں خاک مگر خاکِ درِ اولیاء ہوں میں
کچھ ہوں تو اُن کا مظہرِ جُود و نوال ہوں

لاریب کچھ نہیں ہوں مگر فضلِ خدا سے
اے ہمنشین! میں ذرۂ نعلِ بلال ہوں

اِک بندۂ اثیم ہوں ربِّ کریم کا
منجملہ امتِ شہِ بدر الکمال ہوں

ہوں میں امامِ اعظمِ ذی شاں کا مقلد
سرکارِ ماتریدی کا بھی ہم خیال ہوں

پی جامِ نقشبند سے میں نے مئے طیبہ
یوں مُرشدِ برحق کی نظر کا کمال ہوں
مُن ہو گئے سُنّی نہیں اٹھنے کا ارادہ
باسی کڑھی میں آ گیا بن کر اُبال ہوں
کہتے ہیں کہ تقریر میں مرشد کا ہے جمال
تحریر میں گو کلکِ رضا کا جلال ہوں
کرتا نصوصِ دیں کی ہے جو نیند کو حرام
جس کا نہ ہو جواب وہ ٹیڑھا سوال ہوں

اخترؔ کا یہی حضرت اخترؔ کو ہے پیغام
میں بھی کسی حسین کے عارض کا خال ہوں

اخترؔ شاہجہان پوری مظہری
عفی عنہ
داتا کی نگری (لاہور)

---

(۱) غالباً ۱۹۷۸ء میں حضرت مولانا اخترؔ الحامدی الرضوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ میں اہل سنت کے موجودہ اہل قلم حضرات کا تذکرہ لکھ رہا ہوں جن میں میرے نزدیک تو سرفہرست ہے۔ اپنے وہ کمالات بھی لکھ کر بھیج جو میرے علم میں نہیں ہیں۔ میں یہ بات کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ اس وقت احقر نے تعمیل ارشاد کے طور پر یہ چند ٹوٹے پھوٹے شعر ان کی خدمت میں ارسال کئے تھے۔ (اخترؔ شاہجہان پوری عفی عنہ)

التماس

السلام علیکم! عرض ہے کہ احقر نے آپ کے زیر اہتمام مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور کا شائع کردہ رسالہ الھادی الحاجب پڑھا۔ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں بلند پایہ بحثیں کی ہیں وہاں زبان بھی مشکل استعمال کی ہے یعنی یہ رسالہ عوام الناس کے لئے غالبا نہیں لکھا لہذا میں نے جو لفظ پڑھا لکھا ہے اس پر بھی مجھے شرم محسوس ہو رہی ہے۔ شرمندگی کی وجہ ظاہر کرتا ہوں کہ اگرچہ بی اے ہوں اور ایل ایل بی کر رہا ہوں لیکن اکثر مندرجات کو سمجھ نہیں سکا ہوں۔

آپ سے التماس ہے کہ آپ اس رسالے کے مندرجات کو ایسے آسان لفظوں میں بیان فرما دیں جس سے میرے جیسے لوگ بھی نفس مسئلہ کو سمجھ جائیں۔ مجھے پورا پورا احساس ہے کہ آپ بارہ سالہ علالت کے باعث پڑھنے لکھنے سے بڑی حد تک مجبور ہوئے پڑے ہیں، لیکن گرتے پڑتے اگر آپ یہ کام بھی کر گزرے تو میرے جیسے کتنے ہی ان سنی مسلمانوں پر آپ کا بڑا احسان ہو گا جو اس مسئلے میں تسلی بخش آگاہی چاہتے ہیں۔ فقط والسلام۔

العارض:۔ محمد امجد سندھو
النور ٹاؤن۔ ورکشاپ سٹاپ
والٹن روڈ۔ لاہور چھاؤنی

۳۰ر رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ
مطابق ۲۶ر فروری ۱۹۹۳ء
جمعۃ المبارک

الجواب بعون المنان الوہاب

و علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ خدائے ذوالمنن ہم سب کو دین کا ذوق شوق رحمت فرمائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے' آمین۔ سوال میں آپ کا شوق دیکھ کر احقر مجبور ہو گیا اور کوشش کرنے لگا کہ خدا کرے یہ کام میرے ہاتھوں ہو جائے کیونکہ ایسا ہو جانے سے کتنے ہی بے خبر مسلمانوں کا بھلا ہو گا کہ وہ بھی صورت مسئلہ سے آگاہ ہو جائیں گے۔

بات دراصل یہ ہے کہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی اکثر تصانیف خواہ وہ چھوٹی ہیں یا بڑی' لیکن ان میں بحثیں بلند پایہ ہیں اور اردو زبان بھی مشکل استعمال کی ہے' جس کی وجہ سے عوام الناس کے لئے ان کا سمجھنا واقعی دشوار ہے۔ اعلیٰ حضرت کو یہ راستہ گمراہ گروں کی وجہ سے اختیار کرنا پڑا تھا' اس لئے کہ بھولے بھالے مسلمانوں میں جگہ جگہ غلط فہمیاں وہی پھیلا رہے تھے اور وہ برٹش گورنمنٹ کی اسلام دشمنی کے تحت کرائے پر ایسا کر رہے تھے۔ کتنا کرب ناک اور پراسرار تھا وہ دور کہ گھر کو خود اپنے ہی چراغوں سے آگ لگ رہی تھی۔ بعض علماء کو حکومت وقت نے بڑے سنہرے خطابات دے کر اس کام پر مامور کیا تھا تاکہ مسلمانوں میں اختلاف پڑے اور یہ آپس میں ہی دست و گریباں ہوتے رہیں۔ چنانچہ یہی ہوا اور آج تک ہو رہا ہے اور مسلمان اس چکر بازی کو سمجھ کر اس سے نجات حاصل نہیں کر سکے بلکہ اس میں روز بروز زیادہ ہی پھنستے جا رہے ہیں۔

خیر ۲۳؍ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ کو مولوی عبدالرحیم صاحب مدراسی نے معسکر بنگلور سے ضیائے اسلام کے مفتی اعظم یعنی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں استفتاء بھیجا اور اس میں تین باتوں کا جواب طلب کیا جو یہ ہیں:

۱۔ نماز جنازہ اولیائے میت نے بھی پڑھ لی ہو تو حنفی مذہب میں ان کا دوبارہ پڑھنا کیسا ہے؟

۲۔ میت غائب یعنی دوسرے شہر یا ملک میں ہو تو اس پر غائبانہ جنازہ جائز ہے یا نہیں؟

۳۔ امام اگر سنی شافعی مذہب ہو تو اس کی اقتدا میں سنی حنفی کے لئے دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا یا غائبانہ نماز جنازہ جائز ہو گی یا نہیں؟

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ان تینوں باتوں کا وہ تحقیقی جواب دیا کہ کسی نے آج تک دیکھا نہ ہو گا۔ پہلی بات کی گیارہ صورتیں بنائیں اور فقہ حنفی کی مشہور اور معتبر کتابوں سے ان کا تحقیقی حکم واضح کیا۔ قارئین کرام پہلے سوال اول کا جواب ملاحظہ فرمائیں:۔

پہلے سوال کا جواب

امام احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ نے حمد و نعت کے بعد فرمایا کہ ہمارے برحق مذہب حنفی میں جبکہ ولی نماز جنازہ پڑھ چکا یا اس کی اجازت سے نماز جنازہ ہو چکی یا ایسا ہوا کہ کسی دوسرے نے ولی کی اجازت کے بغیر نماز جنازہ شروع کر دی اور ولی بھی آکر اس میں شامل ہو گیا تو اب دوسروں کو اس جنازے کی نماز پڑھنا جائز نہیں رہا۔ نہ ان کے لئے جو پڑھ چکے ہیں اور نہ ان کے لئے جنہوں نے سرے سے وہ نماز جنازہ پڑھی ہی نہیں ہے۔ اس پر حنفی مذہب کے سارے اماموں یعنی علمی بزرگوں کا اجماع ہے یعنی اس بات پر سارے متفق ہیں اور کسی ایک کو بھی اس سے اختلاف نہیں ہے۔ والحمد للہ علی ذلک۔

اب جو اس کے خلاف کرے گویا وہ مذہب حنفی کا مخالف یا جاہل بے خبر ہے۔

حنفی مذہب کی ساری فقہی کتابیں خواہ وہ متون و شروح ہوں خواہ کتب فتاویٰ سب میں واضح طور پر یہی بات لکھی ہوئی ہے اور چودھویں صدی کے مجدد برحق' امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) نے اس مسئلے پر النہی الحاجز عن تکرار صلوۃ الجنائز کے نام سے ایک رسالہ لکھ کر تحقیق کا حق ادا کیا ہوا ہے۔

اس میں فقہ حنفی کی چالیس معتبر کتابوں کی اکاون عبارتوں سے مسئلے کو دوپہر کے سورج کی طرح واضح اور روشن کر دکھایا ہے۔ حق یہ ہے کہ مسائل کی ایسی تحقیق معاصرین میں سے کسی دوسرے کے ہاں نظر نہیں آتی۔ ہر انصاف پسند تو یہی کہے گا باقی ان لوگوں کی بات ہی اور ہے جنہیں تعصب نے اندھا کر دیا ہو یا جو اندھا ہی رہنا چاہتے ہوں ـــــ امام احمد رضا نے اس سوال کی گیارہ صورتیں بتائی ہیں۔ ہر صورت کا شرعی حکم ملاحظہ ہو:۔

پہلی صورت : کسی میت پر حنفی مذہب میں ایک بار سے زیادہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اس مسئلے میں دیگر آئمہ بھی ہمارے امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ متفق ہیں سوائے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے جو اہل سنت کے تیسرے امام مجتہد ہیں اور ان کے نزدیک یہ نماز دوبارہ بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ جو بات ہمارے مذہب کی رو سے ناجائز ہے اسے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا فیصلہ جائز نہیں کر سکتا اور نہ ان کا فیصلہ پاک و ہند کے مبتدعین زمانہ یعنی ترنگے وہابیوں (اہل حدیث' دیوبندی اور جماعت اسلامی والوں) کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ امام احمد رضا نے اس مسئلے کو فقہ حنفی کی درمختار' غنیہ' فتاویٰ عالمگیری' جامع الرموز اور طحطاوی وغیرہ دس کتابوں کے ذریعے واضح کیا ہے۔

دوسری صورت : ایک دفعہ نماز جنازہ پڑھی تو فرض کفایہ ادا ہو گیا۔ اب دوبارہ پڑھیں تو یہ نماز نفلی ہو گی اور نماز جنازہ حنفی مذہب میں بطور نفل جائز نہیں ہے۔ یہ بات فقہ حنفی کی چودہ معتبر کتابوں کے ذریعے روشن و مبرہن کی ہے۔ جیساکہ امام محمد بن امیرالحاج رحمتہ اللہ علیہ نے منیہ کی شرح حلیہ میں بیان فرمایا ہے:۔

المذهب عند اصحابنا ان التنفل بها غير مشروع (حلیه)	ہمارے اماموں کا یہی مذہب ہے کہ اسے بطور نفل پڑھنا خلاف شرع ہے۔

تیسری صورت : ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھی گئی لیکن نماز جنازہ پڑھنے والے سارے ہی مقتدی بے وضو تھے یا سب کے کپڑے ناپاک تھے ـــــ یا ناپاک جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی ـــــ یا عورت نے امامت کی اور مرد مقتدی تھے ـــــ غرض

کوئی بھی [illegible] امام کے سوا اور کسی کی نماز نہیں ہوئی۔ ایسی صورتوں میں بھی نماز جنازہ دوبارہ نہیں پڑھ سکتے کیونکہ خواہ کسی کی نماز نہیں ہوئی لیکن امام کی تو ہو گئی۔ اکیلے امام کی نماز ہو جانے سے فرض ساقط ہو گیا اور نماز جنازہ پڑھنے کا بوجھ سب کے سروں سے اتر گیا ــــ ہاں اگر نماز باطل ہونے کی بات مقتدیوں میں نہیں بلکہ امام میں تھی تو اس صورت میں کسی ایک کی نماز بھی درست نہ ہوئی اور فرض ساقط نہ ہوا لہٰذا اس صورت میں نماز دوبارہ پڑھی جائے گی اور یہ دوبارہ پڑھنا نہیں ہے جبکہ پہلی نماز جنازہ کالعدم ہے۔ فقہ حنفی کی سترہ کتابوں کے ذریعے آپ نے اس صورت کا حکم روشن کیا ہے۔

چوتھی صورت : ولی نے جنازے کی نماز پڑھائی یا اس کی اجازت سے کسی دوسرے نے پڑھائی یا ولی نے اکیلے ہی نماز جنازہ پڑھ لی تو اب کسی کے لئے اس جنازے کی نماز پڑھنا جائز نہیں رہا کیونکہ سب کے سروں پر جو فرض کفایہ کا بوجھ تھا وہ ادا ہو گیا خواہ اکیلے ولی نے ہی پڑھی۔ اعلیٰ حضرت نے اس بات کا فقہ حنفی کی بیالیس کتابوں کے پیش نظر فیصلہ کیا ہے جیساکہ برجندی شرح نقایہ میں ہے:۔

ان صلی علیہ الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ۔	اگر جنازے پر ولی نے نماز پڑھ لی تو اس کے بعد کسی کے لئے نماز پڑھنا جائز نہیں رہا۔

معلوم ہونا چاہئے کہ اس مسئلے میں جتنی جگہ بھی لفظ ولی استعمال ہو رہا ہے اس سے اولیاء اللہ مراد نہیں ہیں بلکہ میت کا قریبی عزیز مراد ہے جس کو عام بول چال میں سرپرست یا والی وارث کہا جاتا ہے۔

پانچویں صورت : ولی ہی نماز جنازہ کے لئے صاحب حق نہیں بلکہ اس کے سوا سلطان یعنی مسلمان سربراہ مملکت' اسلامی حاکم (جو گورنر' وزیر' وزیراعلیٰ' کمشنر' ڈپٹی کمشنر' علاقہ مجسٹریٹ' تحصیلدار اور تھانے دار متعلقہ بھی ہو سکتا ہے) میت کی متعلقہ جامع مسجد کا امام و خطیب' اس کے محلے کی مسجد کا امام بھی صاحب حق ہے۔ اگر ان میں سے کسی نے نماز جنازہ پڑھ لی ہے تو اس کے بعد اب دوسرے لوگوں کو اس جنازے کی نماز پڑھنا جائز نہیں رہا۔ جیساکہ حواشی سید حموی میں ہے:۔

تخصیص الولی لیس بقیدہ لانہ لو صلی السلطان او غیرہ ممن ھو اولی من الولی لیس لاحد ان یصلی بعدہ

کچھ ولی ہی کی خصوصیت نہیں بلکہ سلطان اسلام وغیرہ جو ولی سے زیادہ حق دار ہیں' ان کے نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد کسی کے لئے اس نماز کا پڑھنا جائز نہیں۔

اعلیٰ حضرت نے اس شرعی حکم کو فقہ حنفی کی سات کتابوں کے ذریعے واضح کیا ہے۔

چھٹی صورت : ولی وغیرہ جتنے بھی صاحب حق ہیں' جن کی تفصیل پانچویں صورت کے تحت بیان کی جا چکی ہے' یہ حضرات جس صورت میں اپنے حق کے لئے اعادہ کر سکتے ہیں' اس حال میں بھی جو پہلے پڑھ چکا ہے' وہ ان کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہو سکتا۔ اس حکم شرعی کو اعلیٰ حضرت نے فقہ حنفی کی گیارہ معتبر کتابوں کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

ساتویں صورت : جب میت کے وارث یعنی ولی نے دوسرے کو نماز پڑھانے کی اجازت دے دی خواہ آپ شریک ہوا یا نہیں ہوا یا کوئی اجنبی ولی کی اجازت کے بغیر ہی نماز پڑھانے لگا اور ولی نماز میں شامل ہو گیا یا کوئی آدمی نماز جنازہ پڑھانے لگا جبکہ ولی اس کے نماز جنازہ پڑھانے سے ناراض ہے لیکن اس کے باوجود نماز میں شامل ہو گیا تو ان تمام صورتوں میں اب ولی (وارث' سرپرست) بھی دوبارہ نماز جنازہ نہیں پڑھ سکتا۔ دنیائے اسلام کے فقیہ اعظم اور امام زمانہ نے اس حکم کو فقہ حنفی کی بیس کتابوں کی روشنی میں بیان کیا ہے جن میں متون و شروح اور فتاویٰ تینوں قسم کی کتابیں ہیں۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ معاصرین کی تصانیف دیکھ لیجئے لیکن اس وسیع النظری کا دوسروں کے یہاں عشر عشیر بھی نظر نہیں آئے گا۔ باقی تعصب یا ہٹ دھرمی کے تحت کوئی خواہ کچھ بھی کہتا پھرے' کون کسی کی زبان پکڑ سکتا ہے۔ ہاں خواہ مخواہ کسی پر الزام تراشی کرنے والوں سے پروردگار عالم تو ضرور پوچھے گا اس جبار و قہار سے ڈرنا چاہئے:۔

قریب ہے یارو روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

آٹھویں صورت : اگر سلطان اسلام غیر ذی حق جو میت کے ولی (وارث، سرپرست) سے بھی مقدم ہیں، ان میں سے کسی نے یہ نماز پڑھ لی یا خود تو نہیں پڑھی لیکن اس کی اجازت سے کسی نے نماز پڑھا دی تو اب ولی یعنی سرپرست کو بھی دوبارہ نماز پڑھنے کا اختیار نہیں رہا۔ یعنی اب وہ بھی اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھ سکتا کیونکہ فرض ادا ہو چکا ہے اور اس نماز کا نفلی طور پر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اس مسئلہ کو امام احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ نے فقہ حنفی کی ۲۴ کتابوں کی روشنی میں بیان فرمایا ہے جیساکہ وجیز کے لفظوں میں خزانۃ المفتین کے اندر ہے:۔

مات فی غیر بلدہ فصلی علیہ غیر اهلہ ثم حملہ اهلہ الی منزلہ ان کانت الصلوۃ الاولی باذن الوالی اوالقاضی لاتعاد۔

دوسرے شہر میں فوت ہوا۔ اجنبی لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھ لی۔ پھر اس کے عزیز و اقارب گئے اور اپنے شہر لے آئے۔ اگر پہلی نماز حاکم وقت یا قاضی کی اجازت سے ہوئی تو اب کوئی اعادہ نہیں کر سکتا۔

نویں صورت : اگر ولی یعنی سرپرست نے نماز جنازہ پڑھ لی اور سلطان اسلام یا حاکم وقت یا محلے کا امام و خطیب یا علاقہ مجسٹریٹ یا تحصیلدار و تھانے دار بعد میں آیا جو ولی سے بھی اولیٰ اور مقدم ہے تو اب وہ بھی نہیں پڑھ سکتا —— ہاں اگر وہ موجود تھے اور ان کی اجازت کے بغیر ولی نے نماز پڑھ لی اور وہ نماز میں شریک نہ ہوئے تو بعض علماء کے نزدیک وہ نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن اکثر علماء کے نزدیک ان حضرات یعنی سلطان اسلام و حکام وغیرہ کو اب بھی نماز جنازہ پڑھنے کا اختیار نہیں ہے۔ چنانچہ معراج الدرایہ میں اسی موقف کی تائید کی گئی ہے۔ ردالمختار میں بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ فقہ حنفی کی بنیادی کتابوں کے لحاظ سے یہی نظریہ مذہب ظاہر ہوتا ہے اور اسی کے دلائل زیادہ پختہ ہیں۔

لہٰذا صورت مسئلہ یہ سامنے آئی کہ بادشاہ وقت نے نماز جنازہ پڑھ لی تو اب ولی نہیں پڑھ سکتا اور ولی نے پڑھ لی تو اب سلطان اسلام نہیں پڑھ سکتا۔ یہ مسئلہ اعلیٰ حضرت نے فقہ حنفی کی دس کتابوں کے ذریعے حل فرمایا ہے جبکہ بحرالرائق میں یوں ہے:۔

صلی الولی ثم جاء المقدم علیہ فلیس له الاعادۃ۔

ولی نے نماز جنازہ پڑھ لی۔ پھر وہ (سلطان وغیرہ) آئے جو مقدم ہیں تو انہیں اعادہ کا اختیار نہیں۔

دسویں صورت : جنازے کی نماز بالکل تیار ہے' اب کوئی بے وضو ہے اور وضو کرے یا جنبی ہے اور نہائے تو نماز نکل جائے گی اور بعد میں پڑھ نہیں سکتا تو اسے شریعت مطہرہ نے اجازت دی ہے کہ وضو اور غسل کی جگہ تیمم کر کے نماز جنازہ میں شامل ہو جائے' اسی طرح نماز عید وغیرہ میں کہ وہ بھی دوبارہ نہیں ہو سکتی۔ سلطان وقت اگر موجود ہو تو چونکہ ولی سے بھی مقدم ہے لہٰذا اس کی موجودگی میں اگر ولی کو بھی تیمم کرنا پڑ جائے تو جائز ہے —— بلکہ اگر ولی نے دوسرے کو امامت کرنے کی اجازت دے دی تو اب بھی ولی تیمم کر سکے گا' اگر واقعی اسے مجبوری پیش آئے کیونکہ اب اسے بعد میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں رہی —— اسی طرح وضو یا غسل کے تیمم سے ایک نماز پڑھی تھی کہ دوسرا جنازہ بھی آگیا اور وضو یا غسل کرنے کی مہلت نہیں ہے تو اسی تیمم سے دوسرے اور تیسرے جنازے کی نماز پڑھی جا سکتی ہے بلکہ خواہ کتنے ہی جنازے ہوں سب کی پڑھ سکتے ہیں۔ دنیائے اسلام کے مفتی اعظم اور نائب امام ابو حنیفہ نے اس صورت مسئلہ کو فقہ حنفی کی ۴۳ کتابوں کی روشنی میں حل فرمایا ہے۔ امام عظیم الشان ابو جعفر طحاوی رحمتہ اللہ علیہ المتوفی (۳۲۱ھ/ ۹۳۳ء) نے شرح معانی الاثار میں فرمایا ہے:۔

...لمر رخص فی التیمم فی الامصار ...وف فوت الصلوۃ علی الجنازۃ و فی العیدین لان ذلک اذا فات لم یقض

نماز جنازہ یا عید فوت ہونے کا ڈر ہو تو پانی ہوتے ہوئے بھی تیمم جائز ہے کیونکہ ان دونوں نمازوں کی قضا نہیں ہے۔

...ر کے لفظوں میں غنیہ کے اندر ہے

...یجوز تیمم للولی اذا کان من ھو مقدم ...حاضر اتفاقا لانہ یخاف الفوت ...واللفظ للبحر)

(سلطان و حکام وغیرہ) ولی سے مقدم موجود ہوں تو ولی کے لئے بھی تیمم کرنا جائز ہے۔ اب اسے بھی نماز فوت ہونے کا خوف ہو سکتا ہے۔

...ہرہ نیرہ اور بحر الرائق کے لفظوں میں فتاویٰ عالمگیری کے اندر یوں تصریح فرمائی

ہے:-

یجوز للولی اذا اذن لغیرہ بالصلوۃ و لا یجوز لمن امرہ الولی کذا فی الخلاصتہ

جب ولی نے دوسرے کو اجازت دے دی تو اس کے لئے تیمم کرنا جائز ہے اور جس کو ولی نے اجازت دی ہے اس کے لئے تیمم کرنا جائز نہیں رہا۔

گیارھویں صورت : اس مسئلے کو سمجھنے کے لئے فتح القدیر کی مندرجہ ذیل عبارت کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے جس کو طحاوی علیٰ مراقی الفلاح میں یوں بیان کیا گیا ہے:-

ترک الناس عن اخرھم الصلوۃ علی قبرالنبی صلی اللہ علیہ وسلم و لو کان مشروعا لما اعرض الخلق کلھم من العلماء والصالحین والراغبین فی التقرب الیہ صلی اللہ علیہ وسلم بانواع الطرق عنہ فھذا دلیل ظاھر علیہ فوجب اعتبارہ۔ (طحطاوی علی مراتی الفلاح)

پچھلے تمام لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر نماز چھوڑ دی۔ اگر یہ نماز بطور نفل جائز ہوتی تو ساری مخلوق اس سے منہ نہ موڑتی جن میں علماء، صلحا اور وہ بندے جو مختلف طریقوں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں تقرب حاصل کرنے کی رغبت رکھتے ہیں۔ یہ نماز جنازہ کی تکرار کے ناجائز ہونے کی کھلی دلیل ہے جس کا اعتبار کرنا ضروری ہے۔

اسی طرح حاشیہ نورالایضاح کے لفظوں کو سراج وہاج، غنیتہ المستملی اور امداد الفتاح میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ عربی نہ جاننے والے حضرات اردو ترجمے کی روشنی میں شریعت مطہرہ کے حکم کو سمجھنے کی کوشش کریں اور ہم سب کو شرعی احکام پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے:-

و الا یصلی علی قبرہ الشریف الی یوم القیامتہ لبقا انہ صلی اللہ علیہ وسلم کما دفن طریا بل ھو حی یرزق و یتنعم

اگر اس کی تکرار جائز ہوتی تو آپ کے مزار اقدس پر قیامت تک نماز پڑھی جاتی کہ آپ تو اسی طرح تر و تازہ ہیں جیسے دفن کے

بسائر الملاذ والعبادات و کنا سائر الانبیاء علیہم الصلوۃ و السلام و قد اجتمعت الامۃ علی ترکھا۔ (امداد الفتاح وغیرہ)

وقت تھے بلکہ آپ زندہ ہیں' روزی دیئے جاتے ہیں نیز تمام لذتوں اور عبادتوں کے ناز و نعم میں ہیں جیسے دیگر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام۔ حالانکہ ساری امت نے اس نماز کے ترک کرنے پر اجماع کیا ہے۔

گمراہ گروں کی طرف سے دو وسوسے

دنیائے اسلام کے مفتی اعظم یعنی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فقہ حنفی کی چالیس کتابوں کی اکاون عبارتوں کے ذریعے اپنے رسالے النہی الحاجز میں ثابت کیا تھا کہ ایک دفعہ جس پر جنازے کی نماز پڑھی گئی اب اس پر دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے —— زیر نظر رسالہ یعنی الہادی الحاجب میں پہلے سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فقہ حنفی کی پچاسی کتب متون و شروح و فتاوٰی کی دو سو سات عبارتوں کو پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ نماز جنازہ کی تکرار کے ناجائز و گناہ ہونے پر اہل حق کے سواد اعظم یعنی حنفی مذہب والوں کا اجماع قطعی ہے اور اس بات کی مخالفت کرنے والا گویا حنفی مذہب کا مخالف ہے۔ بعض نام نہاد یعنی جعلی حنفی آئمہ دین کی ان واضح اور روشن تصریحات کے باوجود عوام الناس کو دھوکا دینے' اپنی بات پالنے اور اپنا بھرم سنبھالنے کی خاطر شافعی بزرگوں کی دو تاریخی کتابوں کے پیش نظر وسوسہ ڈالتے ہیں۔

وسوسہ اول : امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) کی تصنیف لطیف تبییض الصحیفہ میں ہے کہ جب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (المتوفی ۱۵۰ھ/۷۶۷ء) نے وفات پائی تو جنازہ مبارک پر چھ دفعہ نماز ہوئی اور مخلوق خدا کی اس درجہ کثرت تھی کہ عصر تک انہیں دفن نہ کیا جا سکا۔

وسوسہ دوم : امام شمس الدین ذہبی شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے سیر النبلاء میں لکھا ہے کہ شیخ تاج الدین ابو الیمن زید بن حسن کندی حنفی رحمتہ اللہ علیہ نے ۶ر شوال ۶۱۳ھ میں وفات پائی۔ قاضی القضاۃ جمال الدین ابن الحرستانی نے نماز پڑھائی' پھر شیخ الحنفیہ جمال الدین حصیری نے باب الفرادیس میں' پھر شیخ موفق الدین شیخ الحنبلیہ نے

پہاڑ میں یعنی کوہ دمشق کے جبل قاسیون کے اندر پڑھی۔

علمی جواب : امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مذکورہ دونوں واقعات کا وہ علمی جواب دیا ہے کہ انصاف پسند قاری کے لئے تسلیم کر لینے کے سوا چارۂ کار ہی نہیں۔ جواب ملاحظہ ہو:۔

اولاً : حنفی مذہب کی تمام فقہی کتابوں کے خلاف شافعی حضرات کی دو تاریخی کتابوں پر اعتماد کرنا اور اپنے مذہب کے مسلمہ و متفقہ مسئلے کو کچلنا مسلنا کتنی سخت جہالت یا بدنیتی ہے۔

ثانیاً : دنیا میں کیا صرف حنفی مذہب ہی کے افراد بستے ہیں۔ نیز پہلی صدیوں کے مسلمانوں کو دیکھا جائے تو مجتہدین حضرات بکثرت تھے اور ہر مجتہد کی پیروی کرنے والے تھے۔ امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کی تحریر فرمودہ حکایت میں یہ کہاں ہے کہ حنفیہ نے چھ دفعہ امام اعظم کی نماز جنازہ پڑھی؟ —— بات دراصل یہ ہے کہ مخلوق خدا کی کثرت تھی۔ ہر مذہب و مسلک کے لوگ آ رہے تھے۔ اگر احناف کے سوا دوسرے لوگوں نے سو دفعہ بھی کسی جنازے پر نماز پڑھی ہو تو اس سے حنفیوں پر کیا حجت قائم ہو سکتی ہے؟

امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ تو بفضلہ تعالیٰ ایسے عظیم الشان، جلیل البرہان امام ہیں کہ جب ان کے مزار پرانوار کے پاس سیدنا امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۴ھ/۸۱۹) جیسے امام مستقل اور مجتہد مطلق نے نماز فجر پڑھائی تو نہ بسم اللہ آواز سے پڑھی، نہ رفع یدین کیا اور نہ قنوت پڑھی۔ کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ ایسا اس صاحب قبر کے ادب کی وجہ سے کیا ہے۔ یہ بات امام ابن حجر مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۴ھ/۱۵۶۶ء) کی تصنیف لطیف الخیرات الحسان کے اندر ہے جبکہ ایک اور روایت میں ہے کہ مجھے حیا آئی کہ ایسے جلیل القدر بزرگ کے سامنے ان کے خلاف کوئی عمل کروں، جیساکہ مولانا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف المسلک المتقسط میں ہے —— سبحان اللہ! ایک مجتہد مستقل تو امام اعظم ابو حنیفہ کی بارگاہ میں امام صاحب کا وہ ادب کریں کہ اپنا مذہب اور اپنی تحقیق چھوڑ کر امام اعظم

ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کریں تو یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ خود حنفی حضرات امام موصوف ہی کے جنازے کی نماز کے وقت اپنے امام کے مذہب کو چھوڑ دیتے اور آپ کے جنازے کی نماز بار بار پڑھتے۔

ثالثاً : حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے ولی آپ کے صاحبزادے حضرت حماد رحمتہ اللہ علیہ تھے جنہوں نے سب سے آخر میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی تھی جس کو چھٹی دفعہ کہا گیا ہے حالانکہ اول و آخر نماز جنازہ یہی تھی۔ اس سے پہلے پانچ دفعہ جو نماز جنازہ ہوئی وہ ولی کی اجازت کے بغیر دوسرے مذہب والوں نے اپنے طور پر اپنی مرضی سے حضرت امام اعظم سے عقیدت ہونے کی بنا پڑھی تھی، جبکہ دوسرے مذاہب والے کسی کی نماز جنازہ پچاس سو دفعہ بھی پڑھ لیں تو اس سے مذہب حنفی پر کیا حرف آتا ہے۔ امام ابن حجر مکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے الخیرات الحسان میں یوں تصریح فرمائی ہے۔

من اہل البغداد خلق لا یحصیھم الا اللہ تعالی کانھم نودی لھم بموتہ و حزر من صلی علیہ فقیل بلغوا خمسین الفا و قیل اکثر واعیدت الصلوۃ علیہ ستہ مرات اخرابنہ حماد۔ (الخیرات الحسان)

ادھر آپ کو غسل دے کر فارغ ہوئے ادھر بغداد کی اتنی خلقت جمع ہو گئی جس کا شمار اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا گویا کسی نے انتقال امام کا اعلان کر دیا ہے۔ نماز پڑھنے والوں کا اندازہ کیا گیا تو کسی نے پچاس ہزار بتائے اور کسی نے اس سے بھی زیادہ اور ان پر چھ دفعہ نماز ہوئی اور آخر میں آپ کے صاحبزادے امام حماد نے پڑھی۔

رابعاً : دوسرے واقعے کو لیجئے تو اس میں اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ پہلی دفعہ جو نماز ہوئی وہ ولی کی اجازت سے ہوئی تھی؟ بلکہ ظاہر یہی ہوتا ہے کہ دوسری دفعہ جو نماز ہوئی ولی کی اجازت سے وہی ہوئی تھی کیونکہ جنازہ ایک حنفی عالم کا تھا اور وہاں اس وقت حنفی مذہب کے جلیل القدر عالم یعنی امام جمال الدین محمود بن احمد حصیری رحمتہ اللہ علیہ موجود تھے جو احناف کے عظیم الشان امام قاضی خاں رحمتہ اللہ علیہ صاحب فتاویٰ قاضی خان کے مایہ ناز اور خاص الخاص شاگرد تھے جن کی اپنی تصانیف میں جابجا تصریح موجود ہے کہ نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں ہے۔ تیسری دفعہ جو حنبلی

حضرات نے نماز پڑھی اس سے ہم احناف پر حجت قائم نہیں کی جا سکتی ـــــ رہا یہ طرز عمل تو آئمہ مذہب کے قطعی اجماع ہو جانے کے باوجود جو ایسے واقعات کو سند بنائے تو وہ نااہل یا سخت جاہل ہے یا پورا دھوکے باز کہ عوام الناس کی آنکھوں میں دھول ڈال کر انہیں غلط راستے پر یا اپنے پیچھے لگانا چاہتا ہے۔ **واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔**

دوسرے سوال کا جواب

دوسرا سوال یہ تھا کہ ایک شخص مثلاً امریکہ میں فوت ہو گیا یا فرض کیجئے کہ پشاور میں فوت ہوا اور اس کی لاش امریکہ یا پشاور ہی میں ہے تو لاہور' فیصل آباد یا ملتان والے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ ـــــ جو اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھ لیں انہوں نے نیک کام کیا یا ان کے نامہ اعمال میں گناہ لکھا جائے گا؟ یہ ہے دوسرے سوال کا ظاہر مفہوم۔

چودھویں صدی کے مجدد برحق' دنیائے اسلام کے مفتی اعظم یعنی امام احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ میت دوسرے ملک یا دوسرے شہر میں ہو' خواہ اسے دفن کر دیا ہے یا ابھی نہیں کیا' تو حنفی مذہب کے مطابق غائبانہ طور پر اس کی نماز جنازہ پڑھنا محض ناجائز اور خلاف شرع ہے۔ احناف کے مسلمہ اماموں کا اس نماز کے ناجائز ہونے پر اتفاق ہے۔ کسی ایک مسلمہ بزرگ نے اس مسئلے میں اختلاف نہیں کیا' جیساکہ درمختار میں ہے:۔

شرطھا حضورہ فلا تصح علی غائب (درمختار) — جنازے کا حاضر ہونا شرط ہے لہٰذا غائب پر (نماز پڑھنا) صحیح نہیں ہے۔

اسی طرح فتاویٰ خلاصہ میں یوں تصریح فرمائی گئی ہے:۔

لا یصلی علی میت غائب عندنا — ہمارے نزدیک کسی غائب میت پر نماز نہ پڑھی جائے۔

چنانچہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا دونوں امور کو فقہ

حنفی کی ۸۶ معتبر کتابوں کی ۲۳۰ عبارتوں سے روز روشن کی طرح واضح کیا ہے —— آگے آپ نے مسلمانوں کو اس عظیم الشان حقیقت کی جانب متوجہ کرنے کی کوشش فرمائی ہے کہ حضور پرنور، شافع یوم النشور، بالمومنین رؤف الرحیم علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوۃ والتسلیم کو مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھانے کا حد درجہ خیال تھا۔ اگر کسی وقت رات کے اندھیرے یا سردی یا دوپہر کی گرمی یا حضور کے آرام فرمانے کی وجہ سے حضور کو اطلاع نہ دی اور خود نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے:-

لا تفعلوا ادعونی لجنائزکم — ایسا نہ کیا کرو، مجھے اپنے جنازوں کے لئے بلا لیا کرو

مذکورہ حدیث کو ابن ماجہ نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے —— بلکہ وجہ بیان کرتے ہوئے رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے:-

لا تفعلوا لا یموتن فیکم میت ما کنت بین اظہرکم الا اذ نتمونی بہ فان صلوتی علیہ رحمتہ۔ — ایسا نہ کیا کرو بلکہ جب میں تمہارے درمیان تشریف فرما ہوں تو ہرگز تم میں کوئی نہ مرے جس کی اطلاع مجھے نہ کیا کرو کیونکہ اس پر میرا نماز پڑھنا موجب رحمت ہے۔

اسے امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۲۴۱ھ/۸۵۵ء) نے اپنی مسند احمد میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے نیز دوسری حدیث میں ابن حبان اور حاکم نے بھی اسے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے —— ایک اور حدیث میں حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نورانی ارشاد بھی فرمایا ہے:-

ان ھذہ القبور مملوۃ علی اھلہا ظلمتہ وانی انورھا بصلاتی علیھم۔ — بے شک یہ قبریں اپنے ساکنوں پر تاریکی سے بھری ہوئی ہیں اور بے شک میں ان پر نماز پڑھ کر انہیں روشن فرما دیتا ہوں۔

اسے صحیح مسلم اور ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ قربان جائیں اس آقا کی اس شفقت اور ذرہ نوازی پر۔ پھر کیوں نہ فرط

ادب و احترام سے کہئے کہ و صلی اللہ تعالیٰ و بارک وسلم علیہ و علی الہ و صحبہ قدر نورہ و جمالہ و جاھہ و جلالہ وجودہ و نوالہ و نعمہ و افضالہ۔

ایک طرف سرور کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس شفقت پر نظر رکھئے اور پھر دوسری طرف دیکھئے کہ آپ کے زمانہ اقدس میں سینکڑوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دوسرے مقامات پر وفات پائی لیکن کسی ایک بھی صحیح حدیث سے واضح طور پر یہ ثابت نہیں کہ آپ نے ان میں سے غائبانہ طور پر کسی کے جنازے کی نماز پڑھی ہو۔ جائے غور ہے کہ کیا وہ حضرات آپ کی رحمت کے محتاج نہیں تھے؟ کیا رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان پر شفقت نہیں تھی؟ کیوں نہیں! یقیناً وہ بھی ساری کائنات کی طرح محبوب پروردگار کی رحمت کے محتاج تھے اور رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان پر شفقت دیکھئے تو یقیناً محسوس ہو گا کہ وہ حضرات بھی آپ کے جگرپارے اور بہت ہی پیارے تھے۔

اس طرز عمل سے صاف اور صریح طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ آپ کا ان حضرات کی نماز جنازہ نہ پڑھنا اسی وجہ سے تھا کہ غائب جنازے پر آپ کے نزدیک نماز درست نہیں تھی۔ حضور والا! ان حضرات سے آپ کو محبت بھی خوب تھی اور نماز پڑھنے میں رکاوٹ بھی کوئی نہیں تھی' اس کے باوجود پوری ظاہری حیات میں آپ نے کسی ایک جگرپارے کی بھی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ جس کام سے آپ نے ساری عمر اجتناب کیا' وہ کام مشروع نہیں بلکہ غیر شرعی ہوا۔ ایسے کام کو جو بھی امتی کرے گا وہ ثواب نہیں پائے گا بلکہ گناہ کمائے گا کیونکہ ثواب تو نبی کی پیروی میں ہے نہ کہ اپنے نبی کی مخالفت کرنے میں۔ اسی لئے تو اہل ایمان کہتے ہیں:۔

تاقیامت زندہ و پائندہ ہیں تیرے اصول
اے خدا کے آخری اور لاڈلے پیارے رسول

احادیث مطہرہ کے اندر دوسرے شہر کی میت پر نماز جنازہ کا ذکر تین واقعات سے متعلق پایا جاتا ہے یعنی:۔۔۔ (۱)واقعہ نجاشی (۲)واقعہ معاویہ لیثی (۳)واقعہ امرائے موتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔۔۔۔ تینوں واقعات کو لیجئے تو اول و دوم بلکہ سوم کا بھی جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حاضر تھا لہٰذا یہ غائب پر نہیں

بلکہ حاضر پر نماز ہوئی' لہٰذا اب بھی اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ میت خواہ سینکڑوں میل کے فاصلے پر ہو لیکن خدائے ذوالمنن اس کے لئے موجود کر دے' اس کے سامنے پہنچا دے تو وہ آج بھی جنازے کی نماز پڑھا دے کیونکہ اگرچہ مقتدیوں کے لئے نہیں لیکن جنازہ اس کے لئے غائب نہیں بلکہ سامنے حاضر و موجود ہے۔ اگر یہ بات نہیں تو غائب پر پڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ ان تینوں میں سے اولاً تو دوسرے اور تیسرے واقعے کی سند صحیح نہیں ہے۔ ثانیاً لفظ صلوٰۃ کا وارد ہونا ضروری نہیں کہ نماز کے معنی میں ہو۔ ان دونوں باتوں کی تفصیل بعونہ تعالیٰ ابھی آتی ہے —— فرض کر لیجئے کہ مذکورہ تینوں مواقع پر حضور نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھی تو اب اس بات پر غور کرنا ہو گا کہ حضور کو تو اپنے ہر صحابی سے بے حد پیار تھا اور ہر فوت ہونے والے پر نماز پڑھنے کا بہت ہی اہتمام تھا کیونکہ آپ کی نماز ان کے لئے موجب رحمت بھی تھی اور نماز پڑھ کر آپ ان کی قبروں کو منور اور روشن فرما دیا کرتے تھے۔ لیکن ان دو چار حضرات کی نماز جنازہ پڑھ کر انہیں تو نوازا اور باقی سینکڑوں صحابہ کرام جو دیگر مقامات پر فوت ہوئے ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی تو انہیں کیوں محروم رکھا گیا؟

ہمارے مہربان آقا کو تو اپنے غلاموں کے جنازے کی نماز کا بڑا اہتمام اور خیال تھا۔ غور کیجئے کیا اہتمام اسی کو کہا جاتا ہے کہ دو چار پر پڑھیں اور صدہا کو نظرانداز کر دیں —— حضور نے تو خود فرمایا تھا کہ میری نماز تمہارے لئے موجب رحمت ہے۔ میں اپنی نماز سے تمہاری قبروں کو منور کرتا ہوں —— دریں حالات یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ آپ دو چار کی نماز جنازہ پڑھتے اور سینکڑوں کو محروم رکھتے۔ کیا حضور کو ان سے محبت نہ تھی؟ کیا انہیں آپ کی رحمت کی ضرورت نہیں تھی؟ کیا ان کی قبروں کو منور کرنے کی ضرورت نہیں تھی؟——

بات درحقیقت یہ ہے کہ حضور کو تو سب سے محبت تھی۔ سارے ہی آپ کی رحمت کے محتاج تھے اور سب کی قبروں کو منور کرنے کی ضرورت تھی لیکن غائبانہ کسی پر نماز پڑھنا مشروع ہی نہیں۔ جب یہ جائز ہی نہیں تو آپ کیوں پڑھتے۔ لہٰذا آپ نے اپنی پوری حیات طیبہ ظاہری میں کسی ایک فرد کی بھی نماز جنازہ غائبانہ نہیں

پڑھی اور جو نجاشی اصحمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاہ حبشہ کی نماز جنازہ پڑھی وہ غائبانہ نہیں تھی بلکہ نجاشی کی میت آپ کے سامنے موجود تھی جس کا بیان ابھی آتا ہے۔

انصاف پسند حضرات ذرا بئر معونہ کے الم ناک واقعے پر غور کریں کہ مدینہ طیبہ کے ستر جگرپاروں، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاص پیاروں، صحابہ کرام میں سے جلیل القدر قاریوں اور عالموں کو کفار نے دھوکے سے شہید کر دیا۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور آپ کے تمام ساتھیوں کو اس کا سخت صدمہ پہنچا اور شدید رنج و غم ہوا۔ یہاں تک کہ آپ نے پورے ایک مہینے تک نمازوں کے اندر ان کفار پر لعنت فرمائی لیکن یہ ہرگز منقول نہیں کہ آپ نے ان پیارے محبوبوں پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہو۔ نہ پڑھنے کی وجہ وہی عدم جواز ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ سرے سے جائز ہی نہیں ہے — قارئین کرام اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نماز پڑھنے کے مذکورہ تینوں واقعات کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔

پہلا واقعہ : شاہ حبشہ نجاشی اصحمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب حبشہ میں وصال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں صحابہ کرام کو خبر دی کہ تمہارا دینی بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے۔ چنانچہ سب جنازہ گاہ (مصلیٰ) میں گئے، صفیں باندھیں اور چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔ اسے شرح السنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بخاری و مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

كنت في الصف الثاني او الثالث — میں دوسری یا تیسری صف میں تھا

اسی کے متعلق صحیح ابن حبان میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:-

ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال ان اخاكم النجاشي توفي فقوموا صلوا عليه فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم و صفوا خلفه فكبر اربعا و هم لا يظنون الا ان جنازته بين يديه۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا بھائی نجاشی وفات پا گیا ہے لہٰذا کھڑے ہو جاؤ اور اس پر نماز پڑھو۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ صحابہ نے آپ کے پیچھے صفیں باندھیں۔ حضور نے چار تکبیریں کہیں۔ صحابہ کو یہی گمان تھا کہ ان کا جنازہ حضور کے سامنے موجود ہے۔

صحیح ابو عوانہ کے اندر حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی روایت موجود ہے اور اس میں بھی انہوں نے تمام صحابہ کرام کا یہی نظریہ یوں بیان فرمایا ہے:-

فصلینا خلفہ و نحن لانری الا ان الجنازۃ قدامنا۔

ہم نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی اور ہمارا اعتقاد یہی تھا کہ جنازہ ہمارے سامنے موجود ہے۔

دونوں طرح یہ روایت بالکل صحیح ہے اور اس سے اس مرسل حدیث کو تقویت پہنچتی ہے جس کو امام واحدی نے اسباب نزول قرآن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ذکر کیا اور جس کے اندر انہوں نے فرمایا ہے:-

کشف للنبی صلی اللہ علیہ وسلم عن سریرا النجاشی حتی راہ و صلی علیہ۔

نجاشی کا جنازہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ظاہر کر دیا گیا تھا۔ آپ نے اسے دیکھا اور اس پر نماز پڑھی۔

نجاشی کا انتقال دارا لکفر میں ہوا تھا۔ وہاں ان کی نماز جنازہ نہیں ہوئی تھی کیونکہ وہاں کوئی نماز جنازہ پڑھنے والا تھا ہی نہیں۔ لہٰذا ان کی نماز جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں پڑھی۔ حضور کی ساری ظاہری حیات مقدسہ میں اس طرح نماز پڑھنے کا صرف یہی ایک واقعہ پیش آیا ہے لہٰذا اسے حضور کے خصائص میں شمار کیا گیا ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ بعض لوگوں کو نجاشی کے مسلمان ہونے میں شک تھا کیونکہ انہوں نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان نہیں کیا تھا حتیٰ کہ اس نماز کے بعد بھی ایک منافق نے کہہ دیا تھا کہ حضور نے ایک کافر پر نماز پڑھی ہے۔ لہٰذا اس نماز سے نجاشی کے اسلام کی اشاعت بھی مقصود تھی۔

اس جگہ غیر مقلد حضرات کے بھوپالی امام یعنی نواب صدیق حسن خاں بھوپالی (متوفی ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء) نے عون الباری کے اندر حدیث نجاشی کے بارے میں کہا ہے:— "اس سے ثابت ہوا کہ غائب پر نماز جائز ہے اگرچہ جنازہ غیر جہت قبلہ میں ہو اور نمازی قبلہ رو" — امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ اس اجتہاد کے مدعی نے اپنی شدید جہالت کا ثبوت پیش کیا ہے کیونکہ نجاشی کا جنازہ حبشہ میں تھا اور مدینہ منورہ سے حبشہ جنوب ہی کی جانب ہے جبکہ مدینہ طیبہ کا قبلہ

جانب جنوب ہی تو ہے۔ لہذا جنازہ غیر جہت قبلہ میں کب ہوا؟

نجاشی کا جنازہ تو حبشہ میں جانب قبلہ ہی تھا لیکن مجتہد بننے والے بھوپالی امام نے اپنی جہالت کا تماشا دکھانا تھا کہ دعویٰ تو اتنا اونچا اور سمت قبلہ تک سے بے خبر۔ غیر مقلدین حضرات آج بھی جا کر دیکھ لیں کہ مدینہ منورہ سے حبشہ کس جانب ہے یا یہیں بیٹھے نقشہ دیکھ لیں اور اپنے اونچے پائے کے امام مجتہد کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کر دیں۔ مجتہد صاحب نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق دعویٰ کیا کہ آپ نے یہ نماز غیر سمت قبلہ کو پڑھی تھی۔ یہ ان کی دوسری جہالت ہے کیونکہ طبرانی نے حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نماز حبشہ کی جانب منہ کر کے پڑھی تھی۔ یہ قبلہ رو ہوئی یا غیر قبلہ رو؟

؎ دیکھو تو دل فریبی انداز نقش پا
موج خرام یار بھی کیا گل کتر گئی

دوسرا واقعہ : حدیث کے اندر دوسرا واقعہ یوں مذکور ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبوک کے مقام پر ہیں اور لشکر اسلام کو لے کر گئے ہوئے ہیں۔ ادھر مدینہ طیبہ میں حضرت معاویہ بن معاویہ مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو جاتا ہے۔ یہ خبر آپ تک پہنچتی ہے تو تبوک کے مقام پر غائبانہ طور پر نماز جنازہ ادا فرمائی۔ اسے طبرانی نے معجم اوسط میں اور شامیین میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ بطریق نوح اس کی سند یوں ہے:۔۔۔ نوح بن عمرو السکسکی ثنا بقیہ ابن الولید عن محمد بن زیاد الھانی عن ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اس حدیث کو عقیلی، ابن حبان، بیہقی، ابو عمر، ابن عبدالبر، ابن الجوزی، نووی، ذہبی اور ابن الھمام وغیرہ آئمہ حدیث نے ضعیف بتایا ہے ۔۔۔ اس کی سند میں بقیہ بن ولید مدلس ہے کیونکہ اس نے عنعنہ کیا ہے یعنی محمد بن زیاد سے اپنا سننا بیان نہیں کیا ہے بلکہ یوں کہا ہے کہ ابن زیاد سے روایت ہے۔ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ابن زیاد سے روایت کرنے والا کون ہے؟ ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے۔ نیز اس کی سند میں نوح بن عمرو ہے۔ اسے ابن حبان نے حدیث کا چور بتایا ہے یعنی یہ ایک

سخت ضعیف شخص ہے جو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کرتا تھا۔ اس نے اس سے چرا کر بقیہ کے سر باندھ دی۔ ذہبی نے نوح کے ترجمہ میں کہا ہے کہ ابن حبان نے فرمایا: کہتے ہیں کہ اس نے یہ حدیث چرائی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت طبقات ابن سعد میں دو طریق سے ہے جبکہ ایک طریق میں محبوب بن ہلال مزنی بھی ہے ——— ذہبی نے کہا کہ یہ حدیث مجہول ہے اور اس کی یہ حدیث منکر ہے ——— دوسرے طریق میں علاء بن یزید ثقفی ہے۔ اس کے بارے میں محدثین کرام کی آراء ملاحظہ ہوں:۔

- امام نووی نے خلاصہ میں فرمایا کہ اس کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔
- امام بخاری' ابن عدی اور ابو حاتم نے کہا کہ وہ منکر الحدیث ہے۔
- ابو حاتم اور دار قطنی نے کہا کہ متروک الحدیث ہے۔
- امام بخاری کے استاد امام علی بن مدینی نے کہا کہ وہ دل سے حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔
- ابن حبان نے کہا کہ یہ حدیث بھی اسی کی گھڑی ہوئی ہے۔ اس سے چرا کر ایک شامی نے بقیہ سے روایت کی جیسا کہ المیزان میں اس کے متعلق مذکور ہے۔
- ابوالولید طیالسی نے کہا ہے کہ علاء کذاب تھا۔
- عقیلی نے کہا ہے کہ علاء کے سوا جس جس نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے وہ سارے ہی علاء جیسے ہوں گے یا اس سے بھی بدتر' جیسا کہ العلل المتناہیہ میں ذکر کیا ہے۔
- ابو عمر بن عبدالبر نے کہا کہ اس حدیث کی سب سندیں ضعیف ہیں اور احکام کے بارے میں یہ حدیث قطعاً حجت نہیں ہے۔ نیز فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ صحابہ کرام میں سے معاویہ بن معاویہ کسی صحابی کا نام ہو۔ جیسا کہ انہوں نے الاستیعاب میں کہا ہے اور اصابہ میں ان سے یہ بات نقل کی گئی ہے۔

○ اسی طرح ابن حبان نے کہا ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ صحابہ کرام میں سے کسی کا یہ نام ہو' جیساکہ المیزان میں ہے۔

ایک مغالطے کا ازالہ : وہابیہ کے اونچی چوٹی کے امام اور مجتہد بننے والے قاضی شوکانی صاحب (المتوفی ۵۵ھ/۱۸۳۹ء) نے نیل الاوطار کے اندر اس سلسلے میں عجیب تماشا دکھایا ہے کہ پہلے تو استیعاب سے یہ بات نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ لیثی کی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر کہا کہ استیعاب میں اسی قصے کی مثل معاویہ بن مقرن کے حق میں حضرت ابوامامہ سے روایت کی گئی ہے۔ پھر کہا ہے کہ نیز اسی کے مثل حضرت انس سے معاویہ بن معاویہ مزنی کے حق میں روایت آئی ہے۔ ان تینوں کو نقل کر کے قاضی شوکانی صاحب نے یہ بات ذہنوں میں بٹھانے کی کوشش کی ہے کہ گویا یہ ملتے جلتے ناموں والے تین صحابی تھے جن کی حضور نے الگ الگ ان کی وفات پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔

دنیائے اسلام کے مایہ ناز محدث یعنی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے ان لفظوں کو نقل کر کے فرمایا کہ یہ قاضی صاحب کی جہالت ہے یا تجاہل کیونکہ وہ تین نہیں بلکہ ایک ہی صحابی ہیں جن کا نام تو معاویہ ہے لیکن ان کے نسب و نسبت کے بارے میں راویوں سے اضطراب واقع ہو گیا کہ کسی نے لیثی کہا' کسی نے معاویہ بن معاویہ اور کسی نے معاویہ بن مقرن کہا۔

ابو عمر نے معاویہ بن مقرن مزنی کو ترجیح دی کیونکہ صحابہ کرام میں معاویہ بن معاویہ کوئی فرد معلوم نہیں ـــــ حافظ نے اصابہ میں معاویہ بن معاویہ مزنی کو ترجیح دی اور لیثی کہنے کو علاء ثقفی کی خطا بتایا اور انہوں نے معاویہ بن مقرن ایک اور صحابی کو مانا ہے جن کے متعلق یہ روایت نہیں ہے۔ بہرحال صاحب قصہ ایک ہی شخص ہیں اور شوکانی صاحب کو تثلیث کا جو وہم ہوا وہ محض باطل ہے۔ چنانچہ ابن الاثیر نے اسد الغابہ میں فرمایا ہے:۔ "معاویہ بن معاویہ مزنی و یقال لیثی و یقال معاویہ بن مقرن المزنی۔ قال ابو عمر هو اولی بالصواب" ـــــ یعنی معاویہ بن معاویہ مزنی اور کوئی کہتا ہے اور معاویہ بن مقرن مزنی ابو عمر نے کہا کہ لیثی صواب سے نزدیک تر ہے۔ پھر حدیث انس کے طریق اول سے پہلے طور پر نام ذکر کیا اور طریق دوم سے

دوسرے طور پر اور حدیث ابوامامہ سے تیسرے طور پر ــــ ان حضرات کی دین دشمنی اور مختجر آزمائی کے پیش نظر مقدس اسلام کتنا ہوگا۔

کسی کے دست و بازو کو نظر شاید نہ لگ جائے
کرو تم میرے زخموں کا شمار آہستہ آہستہ

اس واقعے کا دوسرا پہلو : فرض کر لیجئے کہ یہ حدیث اپنے کسی طریق سے ضعیف نہ رہے یا بفرض غلط یہ حدیث صحیح ہی سہی تو آخر اس سے کیا ہو جائے گا؟ یہی تو ثابت ہو گا کہ حضور نے ان کے جنازے کی نماز پڑھی لیکن اس حدیث کے اندر یہ تصریح بھی تو موجود ہے کہ جنازہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پیش نظر انور کر دیا گیا تھا۔ اس صورت میں نماز جنازہ آپ نے حاضر پر پڑھی تھی نہ کہ غائب پر۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت کے الفاظ طبرانی شریف میں یوں ہیں۔ حضرت جبریل امین علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! معاویہ بن معاویہ کا مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا ہے اور آپ کو اپنا ہر صحابی عزیز اور آپ ان کے فائدے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں تو:۔

اتحب ان اطوی لک الارض فتصلی علیہ قال نعم فضرب بجناحہ علی الارض فرفع لہ سریرہ فصلی علیہ و خلفہ صفان من الملئکتہ کل صف سبعون الف ملک۔ (طبرانی شریف)

کیا حضور پسند فرماتے ہیں کہ میں آپ کے لئے زمین لپیٹ دوں تاکہ حضور ان پر نماز پڑھ لیں۔ فرمایا ہاں۔ جبریل نے زمین پر اپنا پر مارا تو جنازہ حضور کے سامنے ہو گیا اور آپ نے اس پر نماز پڑھی۔ فرشتوں کی دو صفیں آپ کے پیچھے تھیں اور ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔

ابو احمد حاکم کے یہاں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

و ضع جناحہ الایمن علی الجبال فتواضعت و وضع جناحہ الایسر علی الارضین فتواضعت حتی نظرنا الی مکتہ و المدینتہ فصلی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و جبریل والملئکتہ

جبریل نے اپنا داہنا پر پہاڑوں پر رکھا تو وہ جھک گئے' بایاں زمینوں پر رکھا تو وہ پست ہو گئیں یہاں تک کہ ہمیں مکہ اور مدینہ نظر آنے لگے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اور فرشتوں نے ان پر نماز پڑھی۔

اسی کے متعلق حدیث انس' بطریق محبوب کے لفظ یوں ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ

السلام بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہوئے کہ کیا حضور ان پر نماز پڑھنا چاہتے ہیں؟

فرمایا۔ ہاں:۔

فضرب بجناحہ الارض فلم یبق شجرہ و لا اکمتہ الا تضعضعت و رفع لہ سریرہ حتی نظر الیہ فصلی علیہ۔

پس جبرئیل نے زمین پر اپنا پر مارا تو کوئی درخت اور ٹیلہ ایسا نہ رہا جو پست نہ ہو گیا اور ان کا جنازہ حضور کے سامنے بلند کیا گیا یہاں تک کہ پیش نظر ہو گیا تو آپ نے ان پر نماز پڑھی۔

مذکورہ بالا حدیث میں وارد گفتگو سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ جنازہ سامنے ہونے کی ضرورت تھی اس لئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہوئے کہ حضور اگر ان پر نماز پڑھنا چاہیں تو میں زمین کو لپیٹ دوں؟ مسئلہ تو اسی سے صاف ہو گیا کہ نماز جنازہ کے لئے میت کا امام کے سامنے ہونا ضروری ہے۔ غور کیجئے کہ اگر یہ نماز پڑھی تو غائب پر پڑھی یا حاضر پر؟ اس ضعیف اور دور از کار روایت کو غائبانہ نماز جنازہ کی دلیل بتانا تعجب خیز بات ہے۔

تیسرا واقعہ : جنگ موتہ کے سپہ سالاروں کی شہادت کے واقعے کو واقدی نے مغازی میں دو طریق سے روایت کیا ہے۔ ایک طریق عاصم بن عمر بن قتادہ کا اور دوسرا عبداللہ بن ابوبکر کا۔ اب اس روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

لما التقی الناس بموتہ جلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر و کشف لہ ما بینہ و بین الشام فھو ینظر الی معرکتھم فقال صلی اللہ علیہ وسلم اخذ الرایتہ زید بن حارثہ فمضی حتی استشھدوا و صلی علیہ و دعالہ و قال استغفروا لہ و قد دخل الجنتہ و ھو یسعی ثم اخذ الرایتہ جعفر بن ابی طالب فمضی حتی استشھد فصلی

جب مقام موتہ میں لڑائی شروع ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے حضور کے لئے پردے اٹھا دیئے کہ ملک شام اور وہ معرکہ حضور دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زید بن حارثہ نے جھنڈا اٹھا لیا ہے اور لڑتے رہے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ حضور نے اپنی صلوٰۃ اور دعا سے انہیں مشرف کیا اور صحابہ سے فرمایا کہ ان کے لئے استغفار کرو۔ بے شک وہ دوڑتے ہوئے

علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دعا لہ و قال استغفر و الہ و قد دخل الجنۃ فھوم یطیر فیھا بجناحین حیث شاء۔

جنت میں داخل ہوئے۔ پھر حضور نے فرمایا کہ جعفر بن ابو طالب نے جھنڈا اٹھا لیا ہے۔ وہ لڑتے رہے، یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ حضور نے انہیں بھی اپنی صلوٰۃ و دعا سے شرف بخشا اور صحابہ سے ارشاد ہوا کہ ان کے لئے استغفار کرو۔ وہ جنت میں داخل ہوئے اور جہاں چاہتے ہیں اپنے دونوں پروں سے اڑے پھرتے ہیں۔

اس حدیث پر دنیائے اسلام کے مایہ ناز فقیہ اعظم و محدث اعظم یعنی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے گفتگو فرمائی ہے جو بھی انصاف پسند صاحب علم اسے دیکھے گا تو وہ اعلیٰ حضرت کے حضور فرط عقیدت سے سر جھکائے بغیر رہ نہیں سکے گا اور یہ کہے بغیر نہیں رہے گا کہ چودھویں صدی کے اس مجدد برحق کی ایسی تحقیقات کو اگر امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ دیکھتے تو یقیناً ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور وہ امام احمد رضا کو اپنے اصحاب کے زمرے میں شامل فرما لیتے۔ خوش نصیب ہیں وہ حضرات جو حق و صداقت کے اس نشان اور سرمایہ ملت کے ایسے نگہبان کے دامن سے وابستہ ہیں۔ قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ امام احمد رضا نے اس حدیث کے بارے میں کیا فرمایا ہے:۔

اولاً : آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث دونوں طریق سے مرسل ہے کیونکہ عاصم بن عمر اوساط تابعین سے ہیں۔ یہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کے پوتے ہیں۔ رہے عبداللہ بن ابوبکر تو ان کا نسب نامہ یہ ہے:۔ عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم —— یہ صغار تابعین سے ہیں اور یہ حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کے پڑپوتے ہیں۔

ثانیاً : اس حدیث کو روایت کرنے والے واقدی ہیں۔ واقدی کو محدثین حضرات نے کب قابل اعتماد مانا ہے؟ یہاں تک کہ ذہبی نے ان کے متروک ہونے پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔

ثالثاً : عبداللہ بن ابوبکر سے روایت کرنے والا واقدی کا شیخ یعنی عبدالجبار بن

عمارہ ہے جو نہ مجہول ہے جیساکہ المیزان میں ہے۔ لہٰذا یہ حدیث مرسل نامعتمد ہے۔

رابعاً : خود اسی روایت میں صاف تصریح موجود ہے کہ پردے اٹھائے گئے تھے۔ معرکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش نظر تھا۔ پھر غائب کا تو نام و نشان بھی نہ رہا کیونکہ سب کچھ تو نگاہوں کے سامنے ہو رہا تھا اور آپ نے بھی جو کچھ کیا انہیں دیکھتے ہوئے کیا نہ کہ غائبانہ۔

خامساً : اس حدیث میں فصلی علیہ وارد ہوا ہے۔ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ یہاں صلوٰۃ کے لفظ سے نماز مراد ہو بلکہ یہاں اس کا معنی درود ہے اور آگے جو دعا لہ وارد ہے وہ عطف تفسیری نہیں بلکہ تعمیم بعد تخصیص ہے اور روایت کے الفاظ سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت منبر اطہر پر جلوہ افروز تھے۔ منبر انور دیوار قبلہ کے پاس تھا تو ہوا یہی ہو گا کہ کعبہ کی طرف پشت اور رخ انور حاضرین کی طرف تھا۔ اس روایت میں منبر سے اتر کر نماز کے لئے کسی جگہ تشریف لے جانے کا کہیں ذکر نہیں۔ نیز روایت نجاشی کے برخلاف اس میں صحابہ کرام کے نماز پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں اور حضور نے بھی ان سے نماز جنازہ پڑھنے کے لئے فرمایا ہی نہیں۔ اگر بقول ان مدعیان جدید کے حضور نے یہ نماز پڑھی تھی تو صحابہ کرام کو اس نماز میں شریک نہ کرنے کی کیا وجہ تھی؟

اس جنگ میں تیسری شہادت حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پائی کیونکہ تیسرے سپہ سالار لشکر وہی مقرر ہوئے تھے۔ اس روایت میں ان پر صلوٰۃ کا ذکر نہیں ہے۔ اگر حضور نے نماز پڑھی ہوتی تو ان پر بھی پڑھی جاتی لیکن روایت میں ان کے متعلق فصلی علیہ بھی نہیں ہے۔ ہاں ان دونوں حضرات کو ایک خصوصیت حاصل ہوئی جس کے باعث وہ فصلی علیہ کے مستحق ٹھہرے اور یہ یعنی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا استحقاق حاصل نہ ہو سکا' جیساکہ اس روایت میں ان کے متعلق فصلی علیہ وارد نہیں ہوا کیونکہ جنت میں ان کو منہ پھیرے ہوئے پایا گیا کہ ان سے تھوڑا سا اعراض (منہ موڑنا) واقع ہو گیا تھا' واللہ تعالیٰ اعلم۔

سادسا" : ان حضرات کی نماز جنازہ نہ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہ تمام حضرات شہدائے معرکہ ہیں جبکہ غائبانہ نماز جنازہ کو جائز ٹھہرانے والے حضرات خود بھی شہدائے معرکہ پر سرے سے نماز جنازہ مانتے ہی نہیں تو اس بات پر فریقین کا اتفاق ثابت ہو گیا کہ ان بزرگوں کے جنازے کی نماز سرے سے پڑھی ہی نہیں گئی اور لازم آیا کہ یہاں صلوٰۃ سے مراد دعا ہے جیسے خود شافعی محدثین میں سے امام شرف الدین نووی، امام احمد قسطلانی اور خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم نے شہدائے احد کی قبروں پر صلوٰۃ پڑھنے کے ذکر کے متعلق فرمایا کہ یہاں صلوٰۃ سے دعا مراد ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے۔ حالانکہ شہدائے احد پر صلوٰۃ والی روایت میں "صل علی اهل احد صلوة علی المیت" اور اس روایت متعلقہ معرکہ موتہ کے شہداء میں ایسے الفاظ نہیں بلکہ صرف فصلی علیہ ہے۔ یوں تو اس میں نماز کا وہم بھی نہیں کیا جا سکتا۔

عجیب تماشا : وہابیہ کے ایک اونچی چوٹی کے عالم اور محقق و مجتہد کہلانے والے یعنی قاضی شوکانی صاحب (المتوفی ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء) نے نیل الاوطار میں اپنی وسیع و عریض علمیت کی پٹاری یوں کھول کر دکھائی ہے:۔۔۔ "لفظ صلوٰۃ کا نماز کے معنی میں ہونا حقیقت شرعیہ ہے اور بغیر کسی دلیل کے حقیقت سے پھرنا جائز نہیں۔" ۔۔۔ چودھویں صدی کے مجدد برحق اور دنیائے اسلام کے فقیہ اعظم، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے قاضی شوکانی صاحب کی اس تحقیق پر علمی گرفت کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

اولاً : ان مجتہد بننے والے صاحب کو اتنی بھی خبر نہیں کہ لفظ صلوٰۃ کی حقیقت شرعیہ نماز بمعنی ارکان مخصوصہ ہے اور یہ معنی خود نماز جنازہ میں موجود ہی نہیں ہیں کیونکہ اس میں نہ رکوع ہے نہ سجود اور نہ قرات ہے نہ قعود۔ اسی لئے علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ نماز جنازہ صلوٰۃ مطلقاً نہیں ہے بلکہ تحقیق یہ ہے کہ وہ دعائے مطلق اور صلوٰۃ مطلقہ یعنی نماز کے درمیان میں برزخ ہے کیونکہ بعض باتوں کے لحاظ سے صرف دعا نظر آتی ہے اور بعض باتوں کے لحاظ سے نماز معلوم ہوتی ہے۔ اس کا

معاملہ کچھ شترمرغ جیسا ہے کہ شکل و صورت کو دیکھئے تو اونٹ معلوم ہوتا ہے اور پروں پر نظر جائے تو مرغ محسوس ہوتا ہے۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۲۵۶ھ/۸۶۹ء) نے صحیح بخاری میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ امام بدرالدین محمود عینی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۸۵۵ھ/۱۴۵۱ء) نے اپنی عمدۃالقاری شرح بخاری میں فرمایا کہ نماز جنازہ کو مجازی طور پر نماز کہا جاتا ہے۔

ثانیاً : لفظ صلوٰۃ کے ساتھ جب لفظ **علی فلان** مذکور ہو تو وہاں لفظ صلوٰۃ سے حقیقت شرعیہ ہرگز مراد نہیں ہوتی اور نہ ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے:-

یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما○ (۵۶:۳۳)

اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

اللھم صل وسلم و بارک علیہ و علی الہ و صحبہ کما تحب و ترضی ـــــ نیز اللہ رب العزت نے یہ بھی فرمایا ہے:-

و صل علیھم ان صلوتک سکن لھم (۹:۱۰۳)

اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو، بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔

دونوں مقامات کو غور سے دیکھئے۔ دونوں جگہ صلوٰۃ کے بعد علیٰ فلاں بھی ہے۔ کیا یہاں نماز مراد ہو سکتی ہے ـــــ اب دیکھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے آل ابو اوفیٰ کے لئے یوں دعا فرمائی تھی:-

اللھم صلی علی ال ابی اوفی

اے اللہ! آل ابی اوفیٰ پر رحمت فرما

ان حضرات سے پوچھئے کہ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اے اللہ! تو آل ابی اوفیٰ پر نماز پڑھ یا اس کا مفہوم یہ ہے کہ اے اللہ! تو آل ابی اوفیٰ کی نماز جنازہ پڑھ۔ غور کیجئے کہ صلوٰۃ علیہ کیا شریعت مطہرہ میں درود یا رحمت یا دعائے خیر کے معنی میں نہیں ہے؟ ـــــ لیکن کیا کیجئے جبکہ ان حضرت کا زاویہ نظر ہی کچھ اور ہے کیونکہ ان لوگوں کو تجاہل عارفانہ سے بہت پیار ہے۔ ان کے بھلے کی خاطر ہماری تو ان سے یہی التماس ہے:-

ماتگ لو حق سے توفیق دیں مانگ لو
نور ایمان، صدق یقیں مانگ لو

ایک ستم ظریفی : مثل مشہور ہے کہ ڈوبتا ہوا تنکے کا سہارا لیتا ہے۔ بعض جعلی حنفیوں کو فقہ حنفی کے پورے ذخیرے سے جب ذرا سا بھی سہارا نہ ملا۔ ایک بھی دلیل ہاتھ نہ آئی تو غائبانہ نماز کا چسکا پورا کرنے کی غرض سے مدارج النبوۃ کی یہ عبارت پیش کرنے لگتے ہیں:-

والان در حرمین شریفین متعارف است کہ چوں خبر می رسد کہ فلاں مرد صالح در بلدے از بلاد اسلام فوت کردہ است شافعیہ نماز بر دے میکنند و بعضے حنفیہ با ایشاں شریک می شوند۔ از قاضی علی بن جار اللہ کہ شیخ حدیث ایں فقیر بود پرسیدہ شد کہ حنفیہ چوں شریک می شوند در گزاردن ایں نماز؟ گفت دعائے است کہ میکنند فلا باس بہ۔

آج کل حرمین شریفین میں یہ بات عام ہے کہ جب یہ خبر پہنچتی ہے کہ فلاں بزرگ کا مسلمانوں کے فلاں شہر میں انتقال ہو گیا تو شافعی حضرات اس پر نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور حنفیوں میں سے بعض لوگ بھی ان کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں۔ قاضی علی بن جاراللہ جو اس فقیر کے استاد حدیث ہیں، ان سے پوچھا گیا کہ جو حنفی ایسی نماز میں شریک ہوتے ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ دعا ہی تو کرتے ہیں لہذا کیا مضائقہ ہے۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمام معتبر کتابوں اور مذہب حنفی کے تمام اماموں کے اجماع کے خلاف گیارھویں صدی کے ایک قاضی صاحب کی حکایت پیش کرتے ہوئے جعلی حنفیوں اور غائبانہ نماز جنازہ کے شائقین کو شرم آنی چاہئے تھی لیکن:-

من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور (۲۴:۴۰)

اور جس کو اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں بھی نور نہیں۔

اولاً : امام محقق علی الاطلاق کمال الملت والدین ابن الہمام رحمتہ اللہ علیہ جن کے متعلق متاخرین تو رہے، ایک طرف خود ان کے معاصرین بھی مرتبہ اجتہاد پر فائز ہونے کی شہادت دیتے تھے۔ ایسے جلیل القدر امام کی یہ حالت تھی کہ اگر مذہب کے

کسی مسئلہ کو نہ چاہتے تو ڈرتے ڈرتے صرف اتنا فرماتے:۔

لو کان الی شیٔی لقلت کذا	اگر مجھے کچھ اختیار ہوتا تو یوں کہتا

دیکھئے فتح القدیر مسئلہ آمین اور کتاب الحج باب الجنایات و مسئلہ حلق وغیرہما ـــــ پھر جو بحث وہ کرتے اس کے متعلق دیگر علمائے کرام فرماتے کہ نہیں سنی جائے گی۔ اس پر عمل جائز نہیں ہے بلکہ مذہب ہی کا اتباع کیا جائے گا ـــــ اسی طرح ردالمحتار میں نواقض مسح الخف کے تحت امام ابن عابدین شامی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۵۲ھ/ ۱۸۳۶ء) فرماتے ہیں:۔

قد قال العلامۃ القاسم لاعبرۃ بالجاث شیخنا یعنی ابن الھمام اذا خالف المنقول۔	علامہ قاسم نے فرمایا کہ ہمارے استاد امام ابن الہمام کی بحثوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا جبکہ وہ مذہب کے مسئلہ منقولہ کے خلاف ہوں۔

اسی مذکورہ ارشاد کی طرح ردالمحتار کے جنایات الحج میں ہے ـــــ نیز اس کے باب نکاح الرقیق میں علامہ نورالدین علی مقدسی کا ارشاد منقول ہے:ـــــ

الکمال بلغ رتبۃ الاجتھاد و ان کان البحث لا یقضی علی المذھب	امام کمال الدین ابن الہمام رتبہ الاجتہاد کو پہنچے ہوئے ہیں لیکن مذہب کی بحث پر غالب نہیں آسکتے۔

پھر جس کو اجتہاد کی معمولی سی لیاقت بھی نہ ہو اس کی بات جملہ آئمہ مذہب کے خلاف کہاں تک سنی جا سکتی ہے؟ ـــــ اسی طرح طحطاوی کے باب العدت میں ہے:۔

النص ھوالمتبع فلا یعدل علی البحث معہ۔	نقل ہی کا اتباع ہے تو مسئلہ منقول ہوتے ہوئے بحث کا اعتبار نہیں ہوگا۔

ثانیاً : اب اس سے بھی بڑھ کر اصولی فیصلہ ملاحظہ ہو۔ صاف تصریح فرمائی گئی ہے کہ مذہب منقول کے خلاف چند مشائخ مذہب کے قول پر بھی عمل نہیں کیا جائے گا۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے فتاویٰ رضویہ میں اس کی بہت سی نقول ذکر کی ہیں ـــــ اس کے متعلق حلبی علی الدر باب صلوٰۃ الخوف میں ہے:۔

لا یعمل بہ لان ہ قول البعض — اس پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ قول بعض کا ہے

جب مذہب کے بعض مشائخ کے قول پر عمل نہیں کیا جا سکتا بلکہ اکثر کے قول پر عمل کیا جائے گا تو ایک طرف سارے آئمہ مذہب ہوں اور دوسری ایک بھی نہ ہو تو اس قول پر کیسے عمل کیا جا سکتا ہے۔ کیا جملہ آئمہ مذہب کے خلاف جانا مذہب کو ٹھکرانا نہیں ہے؟

ثالثاً : واضح نصوص کے تحت مسلمہ بات ہے کہ متون کے مقابلے پر شروح و فتاویٰ پر اور شروح کے مقابل فتاویٰ پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس امر پر دلالت کرنے والے بزرگوں کے کتنے ہی ارشادات اپنی کتاب فضل القضاء فی رسم الافتاء میں درج کئے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابراہیم حلبی محشی در کے قول میں ذکر

لا یعمل بہ لمخالفتہ لاطلاق سائر المتون۔ — اس پر عمل نہیں ہو گا کہ جملہ متون کے اطلاق کے خلاف ہے۔

جب متون نہیں بلکہ متون کی عبارتوں کے اطلاق کا مخالف ناقابل عمل ہو گا تو جو بات متون و شروح و فتاویٰ سب کے خلاف ہو اس پر کہاں تک عمل کیا جا سکتا ہے اور شرعی لحاظ سے اسے کیا مقام دیا جا سکتا ہے؟

رابعاً : کچھ مقام کی بات تو تب پیدا ہو جب اس بحث کی کوئی حیثیت ہو۔ نماز جنازہ نہ تو بالکل دعا کی طرح ہے کیونکہ دعا میں جسم کی پاکی، لباس کی پاکی، جگہ کی پاکی، قبلہ کو منہ کرنا، قیام، استقراء علی الارض ضروری نہیں ہیں جبکہ نماز جنازہ میں یہ اور ان کے سوا کئی اور باتیں فرض ہیں۔ اگر نماز جنازہ محض ایک دعا ہوتی تو دعا کی طرح اس میں یہ باتیں فرض نہ ہوتیں۔ فرض کیجئے کہ کچھ لوگ پیشاب کر کے بغیر استنجا کے جنازے کی نماز پڑھنے آئیں اور وہ وضو یا تیمم تک کچھ بھی نہ کریں۔ ان میں سے کچھ قبلے کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہو جائیں کچھ جنازے کی پٹی سے ٹیک لگا کر سگریٹ پینے لگیں۔ کچھ ادھر ادھر لیٹ بیٹھ جائیں۔ کچھ گھوڑوں، سائیکلوں یا موٹر

سائیکلوں پر سوار ہو کر' یوں مختلف حالتوں میں ہوں اور مختلف جہتوں کی طرف ان کے منہ ہوں۔ پھر کوئی پشتو میں اور کوئی انگریزی میں' کوئی اردو میں اور کوئی پنجابی میں دعا کر رہا ہو۔ کیا کوئی عاقل اسے نماز جنازہ کہہ سکتا ہے؟

خامساً : قاضی علی بن جاراللہ رحمتہ اللہ علیہ بے شک محترم بزرگ ہوئے ہیں۔ واقعی عالم دین تھے۔ لیکن کیا عالم دین سے غلطی نہیں ہوتی؟ ان سے غلطی کا صدور ممکن ہے کیونکہ وہ انبیائے کرام کی طرح معصوم نہیں ہوتے۔ ہمارے لئے حکم ہے کہ جس بات میں کسی عالم سے لغزش واقع ہو گئی اس میں اس کی پیروی نہ کریں۔ اس کا معاملہ اللہ رب العزت کے سپرد کر کے اکثر علمائے دین کے فیصلے پر عمل کریں۔ قاضی صاحب ممدوح نے جو یہ فیصلہ کیا ہے کہ:۔

دعائے ست کہ میکنند فلا باس بہ — وہ دعا ہی تو کرتے ہیں لہذا کوئی مضائقہ نہیں

یہ جناب قاضی صاحب سے لغزش واقع ہوئی ہے اور ہمیں عالم کی لغزش سے بچنے کا حکم ہے نہ کہ اس کی پیروی کرنے کا جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

اتقوا ازلتہ العالم وانتظروا فئاتہ — عالم کی لغزش سے بچو اور اس کے رجوع کرنے کے انتظار میں رہو۔

اسے امام مسلم کے استاد حسن بن علی الحلوانی' ابن عدی' بیہقی' عسکری نے امثال میں حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے —— نیز امام منادی نے فیض القدیر میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ عالم سے لغزش ہو جاتی ہے تو وہ اس سے رجوع کر لیتا ہے لیکن اس کی لغزش کی تشہیر دور دراز کے شہروں تک ہو جاتی ہے اور یوں وہ لغزش منقول رہ جاتی ہے۔

سادساً : خدارا انصاف کیجئے اور ذرا یوں فرض کر کے دیکھئے کہ جملہ کتب مذہب یعنی متون و شروح و فتاویٰ سب میں صاف لکھا ہوتا کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے اور جنازے کی نماز کئی بار پڑھنا بھی جائز ہے۔ پھر اس کے برعکس ایک قاضی ممدوح نہیں

بلکہ ان جیسے دو سو قاضی صاحبان بھی غائبانہ نماز جنازہ کو ناجائز بتاتے تو یہ حضرات کتنا شور مچاتے؟ اچھل اچھل پڑتے' آسمان سر پر اٹھا لیتے' چیخ پکار کرتے ہوئے کہتے کہ دیکھو یہ کتنا ستم ہے کہ مذہب کی تمام معتبر کتابیں تو اس فعل کو جائز بتا رہی ہیں اور یہ فلاں مخص مذہب مہذب کی تمام کتابوں کے خلاف گیارھویں صدی کے دو سو قاضیوں کے بیانات سے اسی فعل کو ناجائز ٹھہرا رہا ہے۔ بھلا ہم اس مخص کی بات مانیں یا مذہب حنفی کی کتابوں کو حق جانیں؟

کیوں جناب! یہ کیسا انصاف ہے؟ کہاں کی دیانت داری ہے؟ سارے آئمہ مذہب اس بات پر متفق ہیں کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں ہے۔ مذہب حنفی کی تمام کتابیں یعنی متون و شروح و فتاویٰ سب پکار پکار کر یہی کہہ رہی ہیں۔ مذہب مہذب کے سارے آئمہ و فقہا کا اسی پر اتفاق و اجماع ہے کہ یہ جائز نہیں۔ ان سب بزرگوں کی تحقیقات جلیلہ کو گیارھویں صدی کے ایک عدد قاضی صاحب کی پوری ایک عدد عبارت سے منسوخ کیا جا رہا ہے' بھلا اس ظلم اور ناانصافی کی کوئی حد ہے؟ بات دراصل یہ ہے کہ ڈوبتا ہوا تنکے کا بھی سہارا لیتا ہے۔ ان حضرات کو کتب مذہب میں سے تو کچھ بھی نہیں ملتا لہٰذا جاہلوں کو بہکانے اور اپنی جعلی حنفیت کی دکان چمکانے کی خاطر اس حکایت کو لے دوڑے۔ خیر منکرین حضرات بھاگتے ہوئے اتنا تو بتا جائیں کہ اس طرزِ عمل سے وہ حضرت امام ابو حنیفہ کے مقلد نکلے یا قاضی صاحب کے؟

؎ مولوی دین میں کہہ بھاگ خدا لگتی کچھ
مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

سابعاً" : غور تو فرمایئے کہ مدارج النبوۃ شریف نہ کوئی فقہ کی کتاب ہے' نہ اس میں یہ حکایت بغرض استناد کہ شیخ محقق نے اس کو دلیل بنا کر پیش کیا ہو اور نہ اس کے مطابق خود مصنف کا عقیدہ و عمل۔ وہ بڑے پکے اور سچے حنفی ہیں اور خود انہوں نے اسی کتاب میں اس عبارت سے ذرا پہلے مذہب حنفی یوں بتایا ہے:-

مذہب امام ابو حنیفہ و مالک رحمہم اللہ انست کہ جائز نیست۔
امام ابو حنیفہ اور مالکی حضرات کا مذہب یہ ہے کہ جائز نہیں ہے۔

پھر اس پر دلیل بتا کر حضرت شیخ محقق رحمتہ اللہ علیہ نے مخالفین کے جواب دیئے ہیں نیز اس حکایت کے متصل ہی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جملہ اموات مسلمین کے لئے ہر روز نماز غائبانہ کی نیت سے وصیت نقل کر کے اس پر سکوت نہیں کیا حالانکہ کہاں قاضی علی بن ظہیر اور کہاں سرکار غوثیت ماب؟ یہ اس لئے کہ اس سے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی غلام عقیدت میں اسے حنفیوں کے لئے جائز خیال نہ کرے لہٰذا فوراً لکھ دیا۔

ایشان حنبلی اندو نزد امام احمد بن حنبل جائز است۔
حضور غوث اعظم حنبلی ہیں اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک یہ جائز ہے۔

اگر حضرت شیخ محقق رحمتہ اللہ علیہ کو مذکورہ حکایت کو دلیل بنانا مقصود ہوتا تو یہاں سے اس وہم کو کیوں دفع فرماتے بلکہ اس بات کو اس حکایت کی تائید میں ٹھہرا کر اپنے دعوے کو اور مضبوط بناتے لیکن یہاں تو معاملہ ہی الٹ ہے جیساکہ کسی انصاف پسند سے مخفی نہیں۔ آگے یہی کہنا زیادہ مناسب ہے کہ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

تیسرے سوال کا جواب

اولاً : پوچھا ہے کہ شافعی مذہب والے کی اقتدا میں حنفی مذہب والے کو دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا یا غائبانہ نماز جنازہ پڑھ لینا جائز ہے یا نہیں؟ —— جان برادر! جب دوپہر کے آفتاب کی طرح یہ بات روشن ہو چکی کہ ہمارے مذہب میں جنازے کی نماز دوبارہ یا غائبانہ پڑھنا ناجائز ہے اور ناجائز کام کا کرنا گناہ ہے اور گناہ میں کسی کا اتباع نہیں ہے تو کسی شافعی مذہب والے کا امام ہو جانا اسے ہمارے لئے کس طرح جائز کر دے گا؟ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو ناجائز امور کے متعلق اپنے غلاموں کو یوں ہدایت فرمائی ہوئی ہے:۔

لا طاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالٰی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی بھی اطاعت نہیں ہے۔

ا۔ سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی نے امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور احمد و حاکم نے اسے حضرت عمران بن حصین اور حضرت عمر بن حکم غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بسند صحیح روایت کیا ہے۔

ثانیاً : اطاعت امام کا یہاں حیلہ تلاش کرنا عجیب تماشا ہے۔ بھائیو! وہ تمہارا امام تو تب ہو گا جب تم اس کی اقتدا کرو گے لیکن اقتدا سے پہلے اس کی اطاعت تم پر کہاں سے لازم آگئی؟ جب تمہارے مذہب میں اس کام کا کرنا گناہ ہے تو گناہ کے کام میں کسی کی اقتدا کرتے ہی کیوں ہو؟ جس کام کا کرنا گناہ ہے وہ کسی کے پیچھے لگ کر کرنے سے جائز تو نہیں ہو جائے گا۔

ثالثاً : جائز یا فرض و واجب نمازوں میں حنفی اگر بحرالرائق وغیرہ فقہ حنفی کی کتابوں کے مطابق بیان کردہ شرائط کے تحت اہل سنت کے کسی دوسرے مذہب والے یعنی مالکی، شافعی یا حنبلی امام کے پیچھے نماز پڑھے (معلوم ہونا چاہئے کہ اہل سنت کو اہل سنت کے سوا کسی بدمذہب کے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز جائز نہیں اور وہ نماز مطلقاً نہیں ہو گی۔ بدمذہبوں سے مراد اہل حدیث، دیوبندی، جماعت اسلامی والے، پرویزی، چکڑالوی، ناصبی اور روافض وغیرہ ہیں) تو اس کے متعلق ہمارے علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ جو امور ہمارے مذہب میں سرے سے ناجائز ہیں ان میں اس امام کی پیروی نہ کرے خواہ وہ اس کے مذہب میں جائز ہوں۔ مثلاً فرض کیجئے کہ امام شافعی المذہب ہے اور وہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھے تو یہ نہ پڑھے اور اگر وہ نماز جنازہ میں پانچویں تکبیر کہے تو یہ نہ کہے۔ جیساکہ عنایہ شرح ہدایہ میں ہے:۔

انما یتبعہ فی المشروع دون غیرہ۔ بے شک امام کی پیروی تو جائز باتوں میں ہے ناجائز میں تو نہیں۔

تنویرالابصار میں یوں تصریح فرمائی گئی ہے:۔

یاتی الماموم بقنوت الوتر لا الفجر بل یقف ساکنا۔ مقتدی وتر کی قنوت پر آئے تو فجر میں نہ پڑھے بلکہ خاموش کھڑا رہے۔

بحرالرائق میں اس کے متعلق یوں ہدایت فرمائی گئی ہے:۔

لو کبر خمسا فی الجنازۃ لا یتابعہ فی الخامستہ۔ اگر نماز جنازہ میں امام پانچویں تکبیر کہے تو یہ پانچویں میں اس کی پیروی نہ کرے۔

جب اقتدا کے بعد بھی یہ حکم ہے کہ تو جو باتیں حنفی مذہب میں جائز نہیں ہیں وہ دوسرے فقہی مذہب کا امام ہونے پر بھی ناجائز ہی رہیں گی اور ان باتوں میں امام کی پیروی نہیں کی جائے گی تو غائبانہ نماز جنازہ جو سرے سے ناجائز اور نامشروع ہے وہ کسی شافعی وغیرہ امام کے پیچھے کس طرح جائز ہو جائے گی؟ یہ تو ہے مذہب مہذب حنفی کا فیصلہ۔ باقی اگر کوئی غیر مقلد ہی بننا چاہے تو آج کل آزادی' بے راہ روی اور شتر بے مہار ہونے کی ہوائیں چل رہی ہیں۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے رسالہ الہادی الحاجب کے مندرجات کو اگر احقر کسی سلیقے سے عوام الناس کی خاطر آسان لفظوں میں بیان کر سکا ہو تو اسے اعلیٰ حضرت کا فیضان اور میرے ولی نعمت' مرشد برحق' سابق مفتی اعظم دہلی' شاہ محمد مظہراللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء) کی نگاہ لطف و کرم کا کرشمہ شمار کیا جائے اور جتنی غلطیاں نظر آئیں وہ میری کم علمی اور نااہلی کے باعث ہیں۔ اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ غلطیوں سے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان کی اصلاح کر دی جائے۔ خدائے ذوالمنن اپنے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اس کاوش کو قبول فرمائے' اسے میرے لئے کفارۂ سیئات' توشہ آخرت اور ذریعہ نجات بنائے اور میری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے' آمین **ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم و تب علینا انک انت التواب الرحیم ○ و صلی اللہ تعالی علیہ حبیبہ سید نا و مولانا محمد و علی الہ و صحبہ اجمعین۔**

گدائے در اولیاء : **اختر شاہجہان پوری مظہری عفی عنہ**

داتا کی نگری (لاہور)

۱۳ر رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ

مطابق ۸ر مارچ ۱۹۹۳ء

روز ایمان افروز دو شنبہ مبارکہ

علامہ اختر شاہجہان پوری مظہری صاحب

(کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصانیف و تراجم کی فہرست)

۱۔ مطبوعہ تصانیف

۱۔ حقانیت اسلام	شائع کردہ:	ادارہ سواد اعظم، لاہور	۱۹۶۴ء	نایاب
(دوبارہ)	〃	مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور	۱۹۸۵ء	〃
۲۔ اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام	〃	مرکزی مجلس رضا، لاہور	۱۹۷۰ء	〃
(دوبارہ مع اضافہ)	〃	فرید بک سٹال، لاہور	۱۹۸۶ء	۱۵ روپے
۳۔ مشعل راہ	〃	〃	〃	۱۰۰ روپے
۴۔ مجددی عقائد و نظریات	〃	〃		
۵۔ تجلیات امام ربانی	〃	مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ لاہور	۱۹۷۸	۴۵ روپے
۶۔ امام اعظم مجدد الف ثانی کی نظر میں		مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور	۱۹۸۵ء	نایاب
(دوبارہ)	〃	ادارہ نور اسلام، شرقپور شریف	۱۹۸۸ء	〃
۷۔ خصائص کنزالایمان	〃	مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور	۱۹۸۸ء	〃
۸۔ سیرت امام احمد رضا	〃	〃	〃	〃
۹۔ اعلیٰ حضرت کی تاریخ گوئی	〃	ادارہ غوثیہ رضویہ، مصری شاہ لاہور	۱۹۸۶ء	〃
۱۰۔ کلمہ حق	〃	〃	۱۹۸۷ء	〃
(دوبارہ مع اضافے)	〃	〃	۱۹۹۳ء	دعائے خیر
۱۱۔ فیضان امام ربانی	〃	〃	۱۹۸۸ء	نایاب
۱۲۔ مضامین کتاب الٰہی (۱۴۱۱ھ)		مرکزی مجلس امام اعظم، لاہور	۱۹۹۳ء	دعائے خیر
۱۳۔ حجت رضا (۱۴۱۲ھ)	〃	〃 〃	〃	〃 〃
۱۴۔ غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں	〃	〃 〃	〃	〃 〃
۱۵۔ تسہیل کنزالایمان	〃	〃 〃	〃	〃 〃
۱۶۔ عنایات مودودی	〃	معارف نعمانیہ، لاہور	〃	〃

۲۔ مطبوعہ تراجم

نمبر	کتاب		ناشر	سال	قیمت
۱۷۔	ترجمہ جواہر البحار، جلد اول	شائع کردہ۔	مکتبہ حامدیہ، لاہور	۱۹۷۵ء	
۱۸۔	ترجمہ الشفاء، جلد اول	″	مکتبہ نبویہ، لاہور	۱۹۷۹ء	۴۵ روپے
۱۹۔	ترجمہ درالمعارف	″	نوری کتب خانہ، لاہور	۱۹۸۳ء	۳۰ روپے
۲۰۔	بخاری شریف مترجم، جلد اول	″	فرید بک سٹال، لاہور	۱۹۸۲ء	
۲۱۔	″ جلد دوم	″	″	″	۵۴۰ روپے
۲۲۔	″ جلد سوم	″	″	″	
۲۳۔	موطا امام مالک مترجم، جلد اول	″	″	۱۹۸۳ء	
۲۴۔	″ جلد دوم	″	″	″	۱۶۵ روپے
۲۵۔	سنن ابن ماجہ مترجم، جلد اول	″	″	۱۹۸۳ء	۳۰۰ روپے
۲۶۔	″ جلد دوم	″	″	″	
۲۷۔	سنن ابوداؤد (مترجم) جلد اول	″	″	۱۹۸۵ء	
۲۸۔	″ جلد دوم	″	″	″	۴۵۰ روپے
۲۹۔	″ جلد سوم	″	″	″	
۳۰۔	مشکوٰۃ شریف، مترجم، جلد اول		″	″	
۳۱۔	″ جلد دوم	″	″	۱۹۸۶ء	۳۳۰ روپے
۳۲۔	″ جلد سوم	″	″	″	

۳۔ غیر مطبوعہ تصانیف

نمبر	کتاب		اندازاً صفحات	
۳۳۔	فاروق اعظم (۱۳۹۸ھ)	(حضرت فاروق اعظم کا تذکرہ)	۵۰۰	صفحے
۳۴۔	مہر درخشاں (۱۴۰۰ھ)	(حضرت مجدد الف ثانی کا تذکرہ)	۷۰۰	
۳۵۔	عظیم الشان (۱۴۰۲ھ)	(شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا تذکرہ)	۵۰۰	
۳۶۔	ثانی اثنین ابوبکر (۱۴۰۳ھ)	(حضرت ابوبکر کا تذکرہ)	۶۰۰	

۳۷۔ کھلا خط	(مسئلہ تکفیر و فریقین کے بیانات)	۶۰۰
۳۸۔ مظہر البیان	(قرآنی معلومات کا تحقیقی کشکول)	۹۰۰
۳۹۔ مظہر شریعت	(فقہ حنفی کے مطابق مسائل کا جدید ترین مجموعہ)	۸۰۰
۴۰۔ دوسرا زلزلہ	(دیوبندی عقائد کے تضادات ان کی اپنی عبارتوں کے آئینے میں)	
۴۱۔ دلی سے بالاکوٹ تک براستہ لندن	(جہاد کے پردے میں اسمعیلی فساد)	۷۰۰
۴۲۔ تجلیات مظہر اللہ	(سیدی و مرشدی حضرت مفتی اعظم دہلی کا تذکرہ)	۳۰۰
۴۳۔ تقویۃ الایمان کا تحقیقی جائزہ	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۶۰۰
۴۴۔ مودودیت کا علمی جائزہ	(〃)	۷۰۰
۴۵۔ صحابہ کرام مودودی صاحب کی نظر میں	(〃)	۳۰۰
۴۶۔ مسلمانوں کی اصلی جماعت	(〃) ۱۵۰	〃
۴۷۔ ایک طائرانہ نظر قرآن مجید کے اردو ترجموں پر	(〃)	۲۰۰
۴۸۔ ایک طائرانہ نظر کتب احادیث کے اردو ترجموں پر	(〃)	۲۰۰
۴۹۔ قرآنی عقائد و نظریات	(〃)	۴۰۰
۵۰۔ قرآن مجید کا ضابطہ عبادات	(〃)	۴۰۰
۵۱۔ قرآن مجید کا ضابطہ اخلاقیات	(〃)	۳۰۰
۵۲۔ قرآن مجید کا ضابطہ معاملات	(〃)	۳۰۰
۵۳۔ قرآن مجید کا ضابطہ تکفیر	(〃)	۲۰۰
۵۴۔ دو قومی نظریہ کیا ہے	(〃)	۲۰۰
۵۵۔ صحابہ کرام حضرت مجدد الف ثانی کی نظر میں	(〃)	۱۵۰
۵۶۔ معجزات کا توحید و شرک سے تعلق	(〃)	۲۵۰
۵۷۔ بشریت انبیائے کرام	(〃)	۲۵۰
۵۸۔ امام احمد کا معتدل مسلک	(〃)	۲۰۰
۵۹۔ امام احمد رضا اور مسئلہ بدعت	(〃)	۲۰۰
۶۰۔ امام احمد رضا اور شرک فروش ٹولہ	(〃)	۲۵۰

۶۱۔	امام احمد رضا کس کے ایجنٹ تھے؟	(")	۲۰۰
۶۲۔	چودھویں صدی کا مجدد	(")	۲۰۰
۶۳۔	شان احمد رضا	(")	۲۵۰
۶۴۔	پروانۂ شمع رسالت	(")	۲۰۰
۶۵۔	کیا تعظیم رسول شرک ہے؟	(")	۱۵۰
۶۶۔	موجودہ عیسائی اور بائبل	(")	۳۰۰
۶۷۔	بلبل باغ رسول	(امام احمد رضا کا امام نعت گویاں ہونا)	۲۵۰
۶۸۔	خرمن اسلام میں بولسی کی چنگاریاں	(بعض گمراہ گروں کی نشاندہی)	۴۰۰ "
۶۹۔	تقدس کے غبارے خوابوں کے سہارے	(بعض لوگوں کے گھڑے ہوئے خواب)	۲۰۰
۷۰۔	اسلام میں یہودیت کا پیوند	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۵۰۰
۷۱۔	نظریاتی تضاد کا ایک منظر	(")	۱۵۰
۷۲۔	خوش فہمیوں کے ہوائی قلعے	(")	۲۰۰
۷۳۔	پھولوں کے ساتھ کانٹے	(")	۳۰۰
۷۴۔	بہار بخشش (۱۴۱۰ھ)	(پانچ بزرگوں کا اردو نعتیہ کلام)	۴۵۰
۷۵۔	چراغ راہ (۱۴۱۰ھ)	(فیضان امام ربانی مکمل صورت میں)	۵۰۰
۷۶۔	مسعودی و مظہری زبان (۱۴۱۱ھ)	(قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے حالات)	۱۰۰
۷۷۔	شمع رضا (۱۴۱۱ھ)	(الامن والعلی کی شرح)	۶۰۰
۷۸۔	فیصلہ مناظرہ (۱۴۱۱ھ)	(فیصلہ کن مناظرہ کا قلم توڑ تاریخی جواب)	۵۰۰
۷۹۔	اظہار قدر	(بعض حقائق کا اظہار)	۲۵۰
۸۰۔	عرض راقم ۱۴۱۱ھ	(موجودہ بزرگوں سے چند سوالات)	۱۰۰
۸۱۔	ورد اختر (۱۴۱۱ھ)	(دعائیں اور وظیفے)	۲۰۰
۸۲۔	اب الٹی گنگا بہتی ہے	(بعض ستم ظریفیوں کی نشاندہی)	۲۰۰
۸۳۔	کاشف غیب ۱۴۱۳ھ	(کلمہ حق مکمل صورت میں)	۵۰۰
۸۴۔	ولی اللّٰہی مکتبہ فکر	(نفس مضمون ظاہر ہے)	۲۰۰

۸۵۔ شانِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ (نفسِ مضمون ظاہر ہے) ۵۰۰

۸۶۔ یزید پلید اکابر کی نظر میں (〃) ۱۵۰

۸۷۔ ایمان فروشوں کی داستان (〃) ۸۰۰

۸۸۔ گاندھی پرستوں کی داستان (〃) ۴۰۰

۴۔ غیر مطبوعہ تراجم

۸۹۔ مسلم شریف مترجم جلد اول

۹۰۔ 〃 جلد دوم

۹۱۔ 〃 جدل سوم

۹۲۔ طحاوی شریف مترجم جلد اول

۹۳۔ 〃 جلد دوم

۹۴۔ 〃 جلد سوم

۹۵۔ 〃 جلد چہارم

۹۶۔ موطا امام محمد مترجم

۹۷۔ بازار بخشش (شانِ مصطفیٰ بیان کرنے والی احادیث)

۹۸۔ تجلیات احادیث (بعض احادیث مع شرح)

۹۹۔ فتوح الغیب مترجم (ارشادات سرکار غوث اعظم)

۱۰۰۔ الفتح الربانی مترجم (〃)

۱۰۱۔ شفاء السقام مترجم (مصنفہ امام تقی الدین سبکی)

۱۰۲۔ مسالک الحنفاء مترجم (مصنفہ امام جلال الدین سیوطی)

۱۰۳۔ تبییض الصحیفہ مترجم (〃)

۱۰۴۔ رسالہ تہلیلیہ مترجم (مصنفہ حضرت مجدد الف ثانی)

۱۰۵۔ اثبات النبوہ مترجم (〃)

۱۰۶۔ مبدا و معاد مترجم (〃)

۱۰۷۔ معارف لدنیہ مترجم (مصنفہ حضرت مجدد الف ثانی)

۱۰۸۔ کوائف مذہب شیعہ مترجم (″)

۱۰۹۔ مکاشفات غیبیہ مترجم (″)

۱۱۰۔ شرح رباعیات مترجم (″)

۱۱۰۔ الاصول الاربعہ مترجم (مصنفہ ملا ناحسن جان سرہندی)

۱۱۲۔ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم (مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

۱۱۳۔ سرالشہادتین مترجم (مصنفہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

۱۱۴۔ فضیلت مدینہ منورہ (شواہد الحق کی ایک فصل کا ترجمہ)

۱۱۵۔ احادیث شفاعت (″)

۱۱۶۔ بارگاہ رسالت میں استغاثے (″)

۵۔ زیر ترتیب کتابیں

۱۱۷۔ مسلک امام احمد رضا (نفس مضمون ظاہر ہے)

۱۱۸۔ قادیانی دجال و کذاب (″)

۱۱۹۔ اعمال و اشغال سلاسل (″)

۱۲۰۔ انگوٹھے چومنا (″)

۱۲۱۔ بیان قدرت و اختیار (ذاتی اور عطائی اختیارات کی تحقیق)

۱۲۲۔ نظر انور (۱۴۰۷ھ) (قرآن و حدیث کی روشنی میں نگاہ مصطفیٰ کا بیان)

۱۲۳۔ ہمارا نبی (شان مصطفیٰ پر ایمان افروز کتاب)

نوٹ: احادیث مطہرہ کی ہر جلد چونکہ بڑے سائز کے کئی سو صفحات پر مشتمل ہے لہٰذا احقر نے ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ نمبر کے تحت شمار کیا ہے کیونکہ جب آٹھ دس صفحات کے کتابچے بھی مستقل تصانیف شمار ہو جاتے ہیں تو اتنی ضخیم جلدوں کو علیحدہ علیحدہ شمار کر لینے میں کیا مضائقہ ہے؟ اگر کسی صاحب کو اس بات سے تکلیف ہوتی ہے تو وہ ۱۲۳ میں سے ۱۳ تفریق کر کے کل ۱۱۰ شمار فرمالیں' والسلام

۲ر شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ
مطابق ۷ار فروری ۱۹۹۳ء

مرتبہ :- غلام مصطفیٰ خاں مسعودی عفی عنہ
داتا کی نگری (لاہور)

لاکھوں سلام

مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

فتحِ بابِ نبوّت پہ بے حد درُود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

کُل جہاں ملک اور جَو کی روٹی غذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ساری اُمّت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کہ قُدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شاہ احمد رضا خان

لاکھوں سلام

مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ھدایت پہ لاکھوں سلام

فتحِ بابِ نبوّت پہ بے حد درُود
ختمِ دَورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبینِ رسالت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دَم میں دَم آگیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

کُل جہاں ملک اور جَو کی روٹی غذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جس سُہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت پہ دعوٰی نہیں
شاہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی ساری اُمّت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شاہ احمد رضا خان